بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیدار الٰہی

یعنی

اردو ترجمہ شرح حدیث اختصام ملاء الاعلیٰ

جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق تعالیٰ کا دیدار فیض آثار پانے کی کیفیت بیان کی گئی ہے

مصنفہ

حافظ الحدیث امام ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ

مترجمہ

جناب مولانا مولوی غلام ربانی صاحب لودھی ایڈیٹر روزنامہ "احسان" لاہور

ناشر

ایس ایم قمر الدین گوجر گلی موچی دروازہ لاہور

قیمت [illegible] مجلد [illegible] علاوہ محصول ڈاک۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ وَصَلَاتُہٗ وَسَلَامُہٗ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَالتَّابِعِیْنَ لَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۔

امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

اُحْتُبِسَ عَنَّا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاۃٍ فِیْ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ حَتّٰی کِدْنَا نَتَرَاءٰی قَرْنَ الشَّمْسِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَرِیْعًا فَثُوِّبَ بِالصَّلٰوۃِ وَصَلّٰی وَتَجَوَّزَ فِیْ صَلٰوتِہٖ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ کَمَا اَنْتُمْ عَلٰی مَصَافِّکُمْ ثُمَّ

ایک دن صبح کی نماز کے لئے ہم دیر تک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرتے رہے۔ حتٰی کہ قریب تھا کہ ہمیں سورج کی کرن نظر آنے لگے۔ اتنے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جلدی سے باہر آئے۔ تکبیر نماز کہی گئی۔ نماز حضرتؐ نے پڑھی۔ اور نماز میں اختصار کیا جب سلام پھیرا۔ تو فرمایا۔ اپنی اپنی صفوں میں بدستور بیٹھے رہو۔ پھر

أَقْبَلَ إِلَيْنَا فَقَالَ إِنِّي
سَأُحَدِّثُكُمْ مَا حَبَسَنِي عَنْكُمُ
الْغَدَاةَ إِنِّي قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ
فَصَلَّيْتُ مَا قُدِّرَ لِي فَنَعَسْتُ
فِي صَلَاتِي حَتَّى اسْتَثْقَلْتُ
فَإِذَا أَنَا بِرَبِّي عَزَّ وَ
جَلَّ فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ
فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ فِيمَ يَخْتَصِمُ
الْمَلَأُ الْأَعْلَى ؟ قُلْتُ لَا
أَدْرِي رَبِّ قَالَ يَا
مُحَمَّدُ فِيمَ يَخْتَصِمُ
الْمَلَأُ الْأَعْلَى ؟ قُلْتُ
لَا أَدْرِي رَبِّ فَرَأَيْتُهُ
وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ
حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ
أَنَامِلِهِ فِي صَدْرِي
وَتَجَلَّى لِي كُلُّ
شَيْءٍ وَعَرَفْتُ فَقَالَ
يَا مُحَمَّدُ فِيمَ يَخْتَصِمُ

ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا میں
تم سے کہتا ہوں کہ میں نے آج صبح کیوں
دیر کی۔ میں رات کو اٹھا جتنا میرے لئے
مقدر تھا اتنا وقت نماز پڑھی پھر مجھے نماز
میں اونگھ آگئی۔ حتے کہ نیند گراں ہوگئی۔
کیا دیکھتا ہوں کہ میں اپنے پروردگار عز و
جل کو ... بہترین صورت میں دیکھ رہا
ہوں۔ فرمایا اے محمدؐ اوپر والے لوگ کس
بارے میں باتیں کر رہے ہیں میں نے عرض
کیا اے میرے پروردگار مجھے معلوم نہیں
فرمایا اے محمدؐ اوپر والے کس بارے میں
باتیں کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا اے
میرے پروردگار مجھے معلوم نہیں اتنے میں
میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ
میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا
حتے کہ میں نے اس کی انگلیوں کی ٹھنڈک
کو اپنے سینے میں محسوس کیا۔ اور مجھ پر ہر
چیز عیاں ہو گئی۔ اور مجھے عرفان حاصل
ہو گیا۔ اب فرمایا اے محمدؐ اوپر والے کس

الْمَلَأُ الْأَعْلٰى؟ قُلْتُ
فِي الْكَفَّارَاتِ وَالدَّرَجَاتِ
قَالَ وَمَا الْكَفَّارَاتُ؟ قُلْتُ
نَقْلُ الْأَقْدَامِ إِلَى
الْجُمُعَاتِ وَالْجُلُوْسُ فِي
الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَإِسْبَاغُ
الْوُضُوْءِ عِنْدَ الْكَرِيْهَاتِ قَالَ
وَمَا الدَّرَجَاتُ قُلْتُ اِطْعَامُ الطَّعَامِ
وَلِيْنُ الْكَلَامِ وَالصَّلٰوةُ وَالنَّاسُ
نِيَامٌ۔ قَالَ سَلْ قُلْتُ اَللّٰهُمَّ إِنِّي
أَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ
الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَ
أَنْ تَغْفِرَ لِيْ وَتَرْحَمَنِيْ وَإِذَا
أَرَدْتَ فِتْنَةً فِيْ قَوْمٍ
فَتَوَفَّنِيْ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ
وَأَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ
مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ
عَمَلٍ يُقَرِّبُنِيْ إِلٰى
حُبِّكَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

بارے میں گفتگو کر رہے ہیں۔ میں نے عرض
کیا۔ کہ کفارات اور درجات کے بارے میں
فرمایا کفارات کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا
جمعہ یا جماعات کی نمازوں کے لئے چل کر
جانا۔ اور نمازوں کے بعد مساجد میں بیٹھنا۔
اور سخت تکالیف میں کامل وضو کرنا۔ فرمایا
درجات سے کیا مراد ہے؟ میں نے عرض کیا
کھانا کھلانا، نرم باتیں کرنا، اور ایسے وقت
میں نماز پڑھنا کہ لوگ سو رہے ہوں۔ فرمایا
"مانگ" میں نے عرض کیا: اے اللہ میں تجھ سے
یہ مانگتا ہوں کہ نیکیاں کیا کروں۔ بُرے کام
چھوڑ دوں، مسکینوں سے محبت کروں، اور
یہ کہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحمت فرمائے
اور جب تو کسی قوم کو فتنہ میں مبتلا کرنے کا
ارادہ فرمائے تو مجھے مبتلائے فتنہ ہونے کے
بغیر اٹھالے۔ اور میں تجھ سے تیری محبت
تجھ سے محبت کرنیوالوں کی محبت، اور اس
کام کی محبت چاہتا ہوں جو مجھے تیری محبت
سے قریب کردے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا حَقٌّ فَادْرُسُوْهَا وَتَعَلَّمُوْهَا۔	علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ باتیں حق ہیں ۔ ان کو سیکھو اور معلوم کرو۔

اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے کہا کہ میں نے اس کے متعلق محمد بن اسماعیلؒ بخاری سے پوچھا تو انہوں نے بھی فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے :-

میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کے اسناد مختلف ہیں اور یہ متعدد طریق سے روایت کی گئی ہے بعض روایات میں کچھ الفاظ زیادہ ہیں بعض میں کم۔ میں نے اس کی مشہور سندات اور بعض مختلف الفاظ کا ذکر اپنی کتاب "شرح ترمذی" میں کیا ہے اس کے بعض الفاظ میں امام احمدؒ کے نزدیک اور ترمذی کے نزدیک بھی اَلْجَمَاعَاتُ (قرأت) کی بجائے اَلْمَشْیُ عَلَی الْاَقْدَامِ اِلَی الْجَمَاعَاتِ (جماعت کیطرف پیدل چلنا) اور ان دونوں کتابوں میں کفارات کے ذکر کے بعد اس حدیث میں ان الفاظ کی زیادت ہے

وَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ عَاشَ بِخَيْرٍ وَّمَاتَ بِخَيْرٍ وَكَانَ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ	اور جس نے ایسا کیا تو اس کی زندگی اور موت خیر و برکت کی حالت میں ہوگی . . . . اور خطاؤں سے اسطرح پاک ہوگیا جس طرح اس دن تھا جس دن کہ اس کی ماں نے اسے جنا۔

اور ان دونوں کے نزدیک اس حدیث میں لِیْنُ الْکَلَامِ کی بجائے اِفْشَاءُ السَّلَامِ (سلام کو پھیلانا) کے الفاظ ہیں۔ اور اس کی بعض روایات میں ہے فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (مجھے آسمانوں اور زمینوں کے تمام حالات معلوم ہوگئے)

(۴۶)

اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی :-

وَكَذٰلِكَ نُرِيٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ - پ ۱۵	اور اس طرح ہم ابراہیمؑ کو آسمانوں - اور زمینوں کی بادشاہی دکھاتے ہیں - اور اس واسطے دکھاتے ہیں کہ وہ یقین کرنے والوں میں شامل ہو جائے

اور ایک دوسری روایت میں ہے :-

فَتَجَلّٰى لِيْ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ :-	مجھ پر وہ سب کچھ منکشف ہو گیا جو آسمان اور زمین کے مابین ہے

اور ایک روایت میں مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ ہے - اور بعض روایات میں دُعا کے الفاظ میں وَتَتُوْبَ عَلَيَّ (اور تو میری توبہ قبول فرمائے) زیادہ ہے اور بعض میں اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ فِي السَّبَرَاتِ (شدت کی سردیوں میں کامل وضو کرنا) اور بعض میں ہے،

وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِذَا صَلَّيْتَ فَقُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ	اور فرمایا اے محمد جب تو نماز پڑھ چکے تو کہہ :- اے اللہ میں تجھ سے نیکیاں کرنے کی توفیق مانگتا ہوں

اس مقام پر مقصود یہ ہے کہ اس حدیث کی شرح کی جائے - اور جو معارف واحکام وغیرہ اس سے مستنبط ہوتے ہیں ان کو واضح کیا جائے :-

(۱) - حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم عادتاً صبح کی نماز سورج نکلنے کے قریب تک تاخیر نہیں فرماتے تھے - بلکہ عادتاً انکی نماز کا وقت غَلَس (وہ اندھیرا جس میں صبح صادق کی روشنی ملی ہوئی ہو) ہوتا

تھا۔ اور کبھی کبھی کامل سفیدی کے وقت بھی نماز پڑھا کرتے تھے۔ جب کہ روشنی روئے زمین پر پھیل جاتی تھی۔ رہا نماز میں طلوع آفتاب کے قریب تک تاخیر کرنا۔ سو یہ حضورؐ کی عادت نہیں تھی۔ یہی وجہ ہے کہ حضورؐ نے جماعت کے سامنے اس کے متعلق اس حدیث میں عذر پیش فرمایا۔

مسئلہ اور جنہوں نے یہ کہا ہے کہ "عذر" کے بغیر اس درجہ کی کھلی ہوئی سفیدی تک نماز میں تاخیر کرنا جائز نہیں ہے۔ اور جو تاخیر ہوئی وہ ضرورت پر مبنی ہے۔ جس طرح نماز عصر میں دھوپ کے زرد پڑ جانے کے بعد تک بربنائے ضرورت تاخیر ہو سکتی ہے۔" ہمارے آئمہ میں سے قاضیؒ[1] نے اپنی ایک کتاب میں اس قول کو نقل کیا ہے امام احمدؒ نے بھی بدین الفاظ اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے

اس قسم کی نماز زیادتی کرنے والی کی ہوتی ہے دراصل "اسفار" یہ ہے۔ کہ زمین پر روشنی خوب پھیل جائے	هٰذِهٖ صَلَاةُ مُفْرِطٍ اِنَّمَا الْاِسْفَارُ اَنْ يَّنْتَشِرَ الضَّوْءُ عَلَى الْاَرْضِ:-

(۲) اس حدیث سے دوسری یہ بات مستنبط ہوتی ہے کہ جو شخص اپنی نماز میں کسی عذر سے یا اس کے بغیر آخری وقت تک تاخیر کرے اور اسے ڈر ہو کہ اگر وہ نماز کو لمبا کرے تو نماز کے دوران میں وقت چلا جائے گا۔ تو وہ شخص نماز کو مختصر کر دے۔ تاکہ ساری نماز وقت کے اندر اندر ادا ہو جائے:۔

[1] مراد قاضی امام ابو یعلی حنبلیؒ المتوفی ۴۵۸ھ

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا قول

باقی رہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ جب فجر کی نماز لمبی کر دی اور سورہ بقرہ پڑھی تو ان سے کہا گیا کہ سورج طلوع ہونے کے قریب تھا فرمایا کہ "اگر طلوع ہوجاتا تو وہ ہمیں غافل نہ پاتا" تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے طلوع آفتاب تک دانستہ تاخیر نہیں کی اور نہ ان کی یہ غرض تھی کہ وہ نماز کو اتنا طول دیں۔ کہ سورج نکل آئے۔ کیونکہ وہ نماز میں داخل اس وقت ہوئے جبکہ اندھیرا غلس تھا۔ اور قراءت لمبی کر دی تھی ممکن ہے وہ اپنی تلاوت میں مستغرق ہوگئے ہوں۔ سو اگر اس وقت سورج طلوع ہوجاتا۔ تو جب بھی ان کو مضر نہ ہوتا کیونکہ وہ اپنی نماز کو قصداً طلوع آفتاب تک مؤخر نہیں کرنا چاہتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی رائے میں اس شخص کی نماز درست ہوجاتی ہے۔ جو نماز میں ہو اور آفتاب طلوع ہوجائے۔ جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

مَنْ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَقَدْ صَلّٰى رَكْعَةً مِّنَ الْفَجْرِ اَنْ يُّضِيْفَ اِلَيْهَا اُخْرٰى -

جو شخص ایک رکعت صبح کی پڑھ چکا ہو اور اس پر آفتاب طلوع ہوجائے وہ دوسری رکعت کو بھی اس کے ساتھ ملا دے۔

(۳) معاذ کی حدیث اس امر کو بھی روشنی میں لاتی ہے کہ جو شخص کوئی خوش آیند خواب دیکھے وہ اسے اپنے دوستوں اور بھائیوں کو جنہیں اس سے محبت ہو سنائے۔ خصوصاً جب کہ اس کے خواب میں ان کے لئے بشارت ہو۔ اور ایسی چیز کی طرف اشارہ ہو جو ان کے لئے

نافع ہو نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھا کرتے تھے تو اپنے دوستوں سے فرمایا کرتے تھے۔

مَنْ رَّاٰی مِنْكُمُ اللَّيْلَةَ الرُّؤْيَا؟	تم میں سے کس نے آج رات خواب دیکھا ہے؟

(۴)۔ اس حدیث میں یہ بات بھی ہے کہ جس شخص کو تہجد پڑھتے ہوئے اتنی گراں نیند آجائے۔ کہ اسے خوش آیند خواب نظر آئے تو اس میں اس کے لئے خوشخبری ہوتی ہے مراسیل حسن میں ہے

اِذَا نَامَ الْعَبْدُ وَهُوَ سَاجِدٌ بَاهَى اللّٰهُ الْمَلٰٓئِكَةَ يَقُوْلُ يَا مَلٰٓئِكَتِي اُنْظُرُوْا اِلٰى عَبْدِيْ جَسَدُهٗ فِيْ طَاعَتِيْ وَرُوْحُهٗ عِنْدِيْ:۔	جب بندہ نماز پڑھتے ہوئے سوجاتا ہے تو اللہ تعالے فخر کے ساتھ فرشتوں سے فرماتا ہے:۔ اے میرے فرشتو! دیکھو تو میرے بندے کی طرف اس کا جسم میری عبادت میں ہے اور اس کی روح میرے پاس ہے:۔

(۵)۔ اور یہ حدیث اس امر پر بھی دلالت کرتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس درجہ شرف وفضیلت عطا ہوئی ہے کہ انپر آسمانوں اور زمینوں کے اسرار وحالات منکشف کردیئے گئے۔ اور آسمان اور دیگر مقامات میں فرشتے جو بات چیت کرتے ہیں وہ ان پر ظاہر کر دیجاتی ہے جس طرح ابراہیم علیہ السلام کو آسمان کی بادشاہت دکھائی گئی۔ ایک سے زیادہ مرفوع وموقوف حدیث میں آیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کو غیب کی ان پانچ کنجیوں کے سوا جن کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے مخصوص کر رکھا ہے۔ باقی ہر چیز کا علم دیا گیا ہے۔ اور یہ پانچ چیزیں اللہ عزوجل کے اس قول میں مذکور ہیں۔ (۱)

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ پ۲۱	قیامت کے وقت کا علم اللہ کے پاس ہے، بارش نازل کرتا ہے، (۲) وہی جانتا ہے (۳) ماں کے رحم میں کیا ہے، کسی شخص کو معلوم نہیں (۴) کہ وہ کل کیا کرے گا، اور کسی شخص کو معلوم نہیں کہ وہ کس علاقے میں مرے گا، (۵) یقیناً اللہ ہی علیم اور خبیر ہے

وصف باری کے متعلق اہل خشیت وتقوےٰ کا مسلک

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار عزوجل کی جو توصیف فرمائی ہے وہ سب حق اور صداقت ہے۔ اس پر ایمان لانا اور اس کی اسی طرح تصدیق کرنا ضروری ہے جس طرح اللہ عزوجل نے خود اپنا وصف بیان فرمایا ہے۔ ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کو مثال سے بالاتر قرار دینا واجب ہے۔ جس شخص کو اس کے سمجھنے میں کوئی اشکال پیش آئے۔ اور شبہ پیدا ہو وہ اُن رَاسِخِيْنَ فِي الْعِلْمِ کا مسلک اختیار کرے جن کی اللہ تعالیٰ نے مدح فرمائی

ہے۔ اور جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ وہ آیات متشابہات کو سن کر کہتے ہیں :-

اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ٣ ٩	ہم اس کے ساتھ ایمان لائے سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہیں :-

قرآن کریم کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :-

وَمَا جَهِلْتُمْ مِّنْهُ فَكِلُوْهُ اِلٰى عَالِمِهٖ -	اور اس میں سے جو کچھ تمہیں معلوم نہ ہو اسے اسکے جاننے والے کے سپرد کر دو۔

اس حدیث کو امام احمد اور نسائی وغیرہما نے روایت کیا ہے الغرض جس بات کا علم نہ ہو اس میں تکلف مداخلت نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ اس سے انسان کے لئے ہلاکت کا اندیشہ ہے۔

ایک دن حضرت ابن عباسؓ پاس بیٹھے ہوئے تھے اور ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان احادیث میں سے کچھ روایت کر رہا تھا ایک شخص کو ان احادیث سے اچنبھا ہوا تو ابن عباسؓ نے فرمایا :-

مَا فَرَقَ هٰؤُلَاۗءِ يَجِدُوْنَ رِقَّةً عِنْدَ مُحْكَمِهٖ وَيَهْلِكُوْنَ عِنْدَ مُتَشَابِهِهٖ :-	ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ محکم آیت کی چنداں پروا نہیں کرتے اور متشابہ آیات پر ہلکان ہوئے جاتے ہیں :-

یہ روایت عبدالرزاق نے اپنی کتاب میں معمر سے، اس نے ابن طاؤس سے، اس نے اپنے باپ سے، اور اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کی ہے۔ جب مومنین اس طرح کی باتیں سنا کرتے تھے تو کہا کرتے

تھے کہ۔ اللہ اور اس کے رسول نے ہمیں یہی بتایا ہے وَصَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّا اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا :۔

(۶)۔ اس حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ مَلَاءُ الْاَعْلٰی جو ملائکہ یا مقربین سے عبارت ہیں۔ ان اعمال کے متعلق باہم بحث و گفتگو کرتے ہیں۔ جن سے بنی آدم کو اللہ عزوجل کا قرب حاصل ہوتا ہے اور جنکے ذریعہ ان کے گناہ دور ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ فرشتے اہل ایمان کے لئے مغفرت کی التجا اور دعا کرتے ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے :۔

اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا نَادٰى اِنِّيْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّهٗ فَيُحِبُّهٗ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ يُنَادِيْ فِي السَّمَآءِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهٗ اَهْلُ السَّمَآءِ

ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقُبُوْلُ فِي الْاَرْضِ :۔

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو آواز دیتا ہے کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں۔ اس سے محبت کر۔ سو اس بندے سے جبرئیل علیہ السلام محبت کرتے ہیں۔ پھر آواز دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے۔ اس سے محبت کرو۔ چنانچہ آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں۔ اس کے بعد اس کی مقبولیت زمین میں بھی کر دی جاتی ہے :۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ اس نے پیچھے کیا چھوڑا ہے؟ اور فرشتے کہتے ہیں کہ اس نے آگے

کیا بھیجا ہے؟ الغرض فرشتے اعمال بنی آدم کے متعلق سوال و استفسار کرتے ہیں۔ اور ان کو اس سے دلچسپی ہوتی ہے۔

فصل اوّل۔ کفارات

کفارات سے مراد ناخوشگوار اوقات میں وضو کی تکمیل، جمعہ یا نماز با جماعت کی طرف چل کر جانا، اور نمازوں کے بعد مساجد میں بیٹھنا ہے ان امور کو کفارات سے اس لئے موسوم کیا گیا ہے۔ کہ وہ خطاؤں اور گناہوں کو دور کرتے ہیں اسی لئے بعض روایات میں آیا ہے۔

مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ عَاشَ بِخَيْرٍ وَمَاتَ بِخَيْرٍ وَكَانَ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ ان مذکورہ خصلتوں کی اغلب تاثیر گناہوں کو دور کرنا ہے۔ لیکن ان سے درجات کی بلندی بھی حاصل ہوتی ہے چنانچہ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ

کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ خطاؤں کو معاف فرماتے اور مدارج بلند فرماتے ہیں صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ بتائیے۔ فرمایا۔ ناخوشگوار سردیوں میں وضو کی تکمیل مساجد کی طرف کثرت سے قدم اٹھانا اور نماز کے بعد

وَانْتِظَارُ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ فَذٰلِکُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِکُمُ الرِّبَاطُ :-

نماز کا انتظار یہ رباط ہے۔ یہ رباط ہے۔

گناہوں کا پہلا کفارہ

یہ حدیث کئی وجوہ سے مروی ہے۔ تین اسباب سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو دور کرتا ہے۔ ان میں سے ایک وضو ہے۔ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ وضو سے گناہ دور ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ ؕ

اے مومنو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے مونہوں اور کہنیوں تک اپنے ہاتھوں کو دھوؤ، اپنے سروں کا مسح کرو، اور ٹخنوں تک پاؤں دھوؤ

اس آیت شریفہ سے وضو کا حکم ثابت ہوتا ہے۔ اور اس کے آخر میں ہے :-

مَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیَجْعَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰکِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَھِّرَکُمْ وَلِیُتِمَّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکُمْ :-

اللہ یہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی تکلیف ڈالے بلکہ وہ تو چاہتا ہے کہ تمہیں پاکیزہ بنائے۔ اور تم پر اپنی نعمت کا اتمام کرے۔

اللہ تعالیٰ کے ارشاد مبارک لِیُطَھِّرَکُمْ سے بدن کو ظاہری طور پر پانی سے

صاف کرنا بھی مراد ہے اور باطن کو گناہوں اور خطاؤں سے پاک کرنا بھی مقصود، اور اتمام نعمت کا حصول اسی صورت میں ہوتا ہے کہ گناہ معاف ہوجائیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ ؕ

تاکہ اللہ تعالیٰ تیرے پہلے اور پچھلے گناہ بخش دے۔ اور تجھ پر اپنی نعمت کامل کردے

یہ مفہوم محمد بن کعب قرظی نے نکالا ہے۔ اور اس کی شہادت وہ حدیث دیتی ہے جسے ترمذی وغیرہ نے معاذ سے روایت کیا ہے:۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَدْعُوْ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ تَمَامَ النِّعْمَةِ فَقَالَ لَهٗ اَتَدْرِيْ مَا تَمَامُ النِّعْمَةِ؟ قَالَ دَعْوَةٌ دَعَوْتُ بِهَا اَرْجُوْ بِهَا الْخَيْرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ تَمَامَ النِّعْمَةِ النَّجَاةُ مِنَ النَّارِ وَدُخُوْلُ الْجَنَّةِ:۔

کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ دعا کرتے سنا:۔ اے اللہ میں تجھ سے پوری نعمت مانگتا ہوں، حضور نے اس سے فرمایا کیا تجھے معلوم ہے کہ پوری نعمت کیا ہے؟ عرض کیا۔ میں دعا کروں۔ اور اس کے ذریعہ بھلائی کی امید ہو۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پوری نعمت دوزخ سے نجات اور جنت میں داخل ہونا ہے:۔

سو اللہ کی نعمت اپنے بندے پر گناہوں کے دور ہونے ہی سے تمام و مکمل ہو سکتی ہے:۔

اس بارے میں نصوص کثیرہ موجود ہیں کہ وضوء سے گناہ دور ہوجاتے ہیں۔ چنانچہ صحیح مسلم میں عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے وضو کیا اور پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جس طرح میں نے اب وضوء کیا ہے۔ اسی طرح انہوں نے وضو کیا اور پھر فرمایا:۔

مَنْ تَوَضَّأَ هٰكَذَا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَكَانَتْ صَلٰوتُهٗ وَمَشْيُهٗ اِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً:۔

جس نے اس طرح وضو کیا۔ اس کے پہلے گناہ بخش دیئے گئے اور اس کی نماز اور اس کا مسجد کی طرف چلنا زائد ثواب ہے:۔

اسی کے متعلق روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِذَا تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهٖ:۔

جس نے وضو کیا۔ اور اچھی طرح وضو کیا۔ اس کی خطائیں اس کے جسم سے نکل گئیں۔ حتٰے کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتی ہیں:۔

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِذَا تَوَضَّأَ عَبْدُ الْمُسْلِمُ اَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ خَرَجَ مِنْ وَّجْهِهٖ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ اِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ اَوْ مَعَ

جب بندۂ مسلم (یا مومن) وضوء کرتا ہے اور اپنے منہ کو دھوتا ہے۔ تو اس کے چہرے سے ہر وہ گناہ جس کی طرف اس نے آنکھوں سے دیکھا ہو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری

آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ اَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ اَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ

قطرے کے ساتھ نکل جاتا ہے۔ اور جب وہ اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں سے ہر وہ گناہ جو اس کے ہاتھوں کی گرفت سے سرزد ہوا ہو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتا ہے، اور جب وہ اپنے دونوں پاؤں دھوتا ہے تو ہر وہ گناہ جو دونوں پاؤں کے چلنے سے سرزد ہوا پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ گناہوں سے پاک ہو کر باہر آتا ہے۔

عمرو بن عبسہ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا مِنْكُمْ مِّنْ رَّجُلٍ يُقَرِّبُ وُضُوْءَهٗ فَيُمَضْمِضُ وَيَسْتَنْشِقُ فَيَنْتَثِرُ اِلَّا خَرَجَتْ خَطَايَا وَجْهِهٖ وَفِيْهِ وَخَيَاشِيْمِهٖ ثُمَّ اِذَا غَسَلَ وَجْهَهٗ كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ اِلَّا خَرَجَتْ خَطَايَا وَجْهِهٖ مِنْ اَطْرَافِ لِحْيَتِهٖ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ اِلَّا خَرَجَتْ

تم میں سے جو شخص وضو کرنے لگے کلی کرے ناک میں پانی ڈالے اور اسے صاف کرے اس کے چہرے، منہ اور ناک کے گناہ نکل جاتے ہیں۔ پھر جب وہ اللہ کے حکم کے مطابق منہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے کے گناہ اس کی ڈاڑھی کے کناروں سے پانی کے ساتھ ہی نکل جاتے ہیں۔ پھر جب وہ ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوتا ہے تو اس کے

خطایا یدیہ من انا ملہ	دونوں ہاتھوں کے گناہ ان کی انگلیوں سے
مع الماء ثم یمسح راسہ	باہر نکل جاتے ہیں۔ پھر جب وہ سر کا مسح
الا خرجت خطایا راسہ	کرتا ہے۔ تو اس کے سر کے گناہ پانی کے ساتھ
من اطراف شعرہ مع الماء	اس کے بالوں کے کناروں سے نکل جاتے ہیں
ثم یغسل قدمیہ الی الکعبین	پھر جب دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوتا ہے
الا خرجت خطایا رجلیہ من	تو اس کے دونوں پاؤں کے گناہ پانی کے
انا ملہ مع الماء فان ھو قام	ساتھ اس کی انگلیوں سے نکل جاتے ہیں۔
فصلی فحمد اللہ واثنی علیہ	پھر اگر وہ کھڑا ہوا نماز پڑھی، حمد و ثنا کہی،
ومجدہ بالذی ھو لہ اھل	اور اللہ کی شان کے شایان تمجید کی اور اس کا
وفرغ قلبہ للہ الا انصرف	دل اللہ کی طرف متوجہ ہوا تو وہ گناہوں سے
من خطیئتہ کھیئتہ یوم	اس طرح پاک ہو گیا جیسے وہ اپنی پیدائش
ولدتہ امہ	کے دن تھا۔

موطا، مسند امام احمد، سنن نسائی اور ابن ماجہ میں صنابحی سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اذا توضأ العبد المومن	جب بندہ مومن وضو کرے اور کلی کرے
فمضمض خرجت الخطایا	تو اس کے منہ سے گناہ نکل جاتے ہیں
من فیہ فاذا استنشق خرجت	جب ناک میں پانی ڈالے تو ناک سے
الخطایا من انفہ فاذا غسل	گناہ نکل جاتے ہیں۔ جب چہرے کو دھوئے
وجھہ خرجت الخطایا من وجھہ	تو گناہ اس کے چہرے سے نکل جاتے ہیں۔

حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَشْفَارِ عَيْنَيْهِ فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ يَدَيْهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِ يَدَيْهِ فَإِذَا مَسَحَ بِرَأْسِهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رَأْسِهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ أُذُنَيْهِ فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رِجْلَيْهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ .... تَحْتِ أَظْفَارِ رِجْلَيْهِ ثُمَّ كَانَ مَشْيُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَصَلَاتُهُ نَافِلَةً

حتے کہ وہ آنکھوں کے گوشوں کے نیچے سے نکل جاتے ہیں۔ اور جب وہ دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں سے گناہ نکل جاتے ہیں۔ حتے کہ اس کے ہاتھوں کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں جب وہ سر کا مسح کرتا ہے۔ تو اس کے سر سے گناہ نکل جاتے ہیں۔ حتے کہ اسکے دونوں کانوں سے بھی نکل جاتے ہیں۔ جب وہ دونوں پاؤں دھوتا ہے تو گناہ اس کے دونوں پاؤں سے نکل جاتے ہیں۔ حتے کہ پاؤں کی انگلیوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں پھر اس کا مسجد کی طرف چل کر جانا اور نماز پڑھنا زائد ثواب کا حکم رکھتا ہے:۔

مسند میں ابو امامہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ وَيُمَضْمِضُ فَاهُ وَيَتَوَضَّأُ كَمَا أُمِرَ إِلَّا حَطَّ اللّٰهُ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ مَا نَطَقَ بِهِ فَمُهُ وَمَا مَسَّ بِيَدِهِ

جو مسلم وضو کرتے ہوئے اپنے ہاتھ دھوتا ہے اور منہ میں پانی ڈالتا ہے اور حکم کے مطابق وضو کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے وہ گناہ اسی دن معاف کر دیتا ہے جو اس کے بولنے کی وجہ سے سرزد ہوئے اور جو ہاتھ سے چھونے کی وجہ

وَمَا مَشٰى اِلَيْهِ حَتّٰى اَنَّ الْخَطَايَا تَتَحَادَرُ مِنْ اَطْرَافِهٖ ثُمَّ هُوَ اِذَا مَشٰى اِلَى الْمَسْجِدِ فَرِجْلٌ تَكْتُبُ حَسَنَةً وَّاُخْرٰى تَمْحُوْا سَيِّئَةً

سرزد ہوئے اور جو پاؤں سے چلنے کی وجہ سرزد ہوئے۔ حتے کہ گناہ اس کے کناروں سے جھڑنے لگتے ہیں۔ پھر جب وہ مسجد کیطرف چلتا ہے۔ تو ایک پاؤں نیکی لکھتا ہے اور دوسرا گناہ کو مٹاتا ہے:۔

نیز روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَيُّمَا رَجُلٍ قَامَ اِلٰى وُضُوْئِهٖ يُرِيْدُ الصَّلٰوةَ ثُمَّ غَسَلَ كَفَّيْهِ نَزَلَتْ خَطِيْئَتُهٗ مِنْ كَفَّيْهِ مَعَ اَوَّلِ قَطْرَةٍ فَاِذَا مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ نَزَلَتْ خَطِيْئَتُهٗ مِنْ لِّسَانِهٖ وَشَفَتَيْهِ مَعَ اَوَّلِ قَطْرَةٍ فَاِذَا غَسَلَ وَجْهَهٗ نَزَلَتْ خَطِيْئَتُهٗ مِنْ سَمْعِهٖ وَبَصَرِهٖ مَعَ اَوَّلِ قَطْرَةٍ فَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَرِجْلَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ سَلِمَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ هُوَ لَهٗ وَكَانَ مِنْ كُلِّ خَطِيْئَةٍ كَهَيْئَتِهٖ

جو شخص نماز کے ارادے سے وضو کیلئے کھڑا ہوتا ہے پھر ہاتھوں کو دہوتا ہے اسکے ہاتھوں سے گناہ اولین قطرے کیساتھ جھڑ جاتے ہیں۔ جب وہ کلی کرتا اور ناک میں پانی ڈالتا ہے اور ناک جھاڑتا ہے۔ تو اس کی زبان اور ہونٹوں کے گناہ پہلے قطرے کے ساتھ اتر جاتے ہیں۔ پھر جب وہ اپنے چہرے کو دہوتا ہے تو اس کے کان اور آنکھ کے گناہ پہلے قطرے کے ساتھ اتر جاتے ہیں۔ پھر جب وہ اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دہوتا ہے اور پاؤں کو ٹخنوں تک تو وہ اپنے ہر گناہ سے بچ جاتا ہے۔ اور تمام گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح وہ اس دن تھا جب

يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ فَإِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ رَفَعَ اللّٰهُ دَرَجَتَهُ وَإِنْ قَعَدَ قَعَدَ سَالِمًا

اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔ پھر جب وہ نماز کے لئے اٹھتا ہے تو اللہ اس کے درجے کو بلند کرتا ہے اور اگر بیٹھے تو سلامتی کے ساتھ بیٹھتا ہے۔

اس حقیقت کے اثبات میں اور بہت سی احادیث ہیں لیکن جتنی ہم نے ذکر کی ہیں وہ کافی ہیں:۔

وضو اور حصول ثواب

اس بارے میں بھی نصوص موجود ہیں کہ وضو سے ثواب حاصل ہوتا ہے جو گناہوں کی تکفیر کے علاوہ ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فُتِحَتْ لَهٗ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ

جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اس کے لئے جنت کے آٹھ دروازے کھول دیئے جاتے ہیں تاکہ جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:۔

تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوْءُ

مومن کے جسم کے جس جس حصے تک وضو کا پانی پہنچتا ہے۔ وہ حصہ زیور سے آراستہ ہوگا

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَنْتُمُ الْغُرُّ الْمُحَجَّلُوْنَ مِنْ اِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ	تم تکمیل وضو کی وجہ سے پنج کلان ہو گے۔

صحیح بخاری کے الفاظ حسب ذیل ہیں:۔

اِنَّ اُمَّتِیْ یُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ غُرًّا مُّحَجَّلِیْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ	میری امت کے لوگ قیامت کے دن علامات وضو کی وجہ سے پنج کلان پکارے جائیں گے

معاذؓ بن جبل کی خواب والی حدیث میں اور ابوہریرہؓ کی اس حدیث میں جو اس فصل کے شروع میں مذکور ہے اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَے الْکَرِیْھَاتِ کا ذکر آیا ہے۔ اِسْبَاغِ وُضُوْ سے مراد اس کا اتمام اور پانی کو ان جگہوں تک پہنچانا ہے جن تک پہنچانے کا شریعت میں حکم ہے جس طرح ثَوْبٌ سَابِغٌ سے مراد وہ کپڑا ہوتا ہے جو سارے بدن کو ڈھانک لے

مسند بزار میں عثمانؓ سے مرفوعاً مروی ہے:۔

مَنْ تَوَضَّأَ فَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ	جس نے وضو کیا اور وضو سے تام کیا۔ اس کے پہلے اور پچھلے گناہ بخش دئے گئے

(اس حدیث کے اسناد میں کوئی نقص نہیں ہے) ابن ابی عاصم نے اس حدیث کو دوسری وجہ سے بروایت عثمانؓ بیان کیا ہے اور نسائی و ابن ماجہ نے ابو مالک اشعریؓ کی روایت سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ شَطْرُ الْاِیْمَانِ	وضو کی تکمیل جزو ایمان ہے:۔

مسلم نے اسے ذیل کے الفاظ میں پیش کیا ہے:۔

اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ	وضو جزو ایمان ہے:۔

یہ تو اِسْبَاغ کا مفہوم ہوا۔ اب عَلَے الْمَکْرُوْهَاتِ کی شرح مطلوب ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وضو ایسی حالت میں کیا جائے جس میں وضو کرنا نفس کو گوارا نہ ہو بعض نے عَلَے الْمَکْرُوْهَاتِ کی تفسیر نزول مصائب کی حالت سے کی ہے۔ کیونکہ نفس اس وقت طالب جزع ہوتا ہے۔ اور گھبراہٹ کو ضبط کر کے اس سے روگردانی کر کے صبر کرنا اور وضو و نماز کی طرف بڑھنا ایمان کی علامت ہے چنانچہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں:۔

وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ وَاِنَّهَا لَکَبِیْرَۃٌ اِلَّا عَلَے الْخَاشِعِیْنَ پ ۵	صبر اور نماز کے ذریعہ مدد مانگو اور وہ ضرور مشکل بات ہے۔ لیکن خدا سے ڈرنے والوں کے لئے آسان ہے

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ پ ۲ ع ۳	اے ایمان والو صبر اور نماز کے ذریعہ مدد مانگو بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے:۔

وضو وسیلہ تسکین مصائب ہے

وضو نماز کی کنجی ہے۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مصیبتوں کے دکھ سے دل میں
جو جلن پیدا ہوتی ہے وہ وضو سے بجھ جاتی ہے۔ چنانچہ جسے غصہ آتا
ہے اسے حکم دیا جاتا ہے کہ وضو کے ذریعہ اپنے غصہ کو بجھاؤ

کریہات کی دوسری تفسیر "سخت سردی" سے کی گئی ہے۔
اور معاذؓ کی حدیث کی بعض روایات سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے۔
جن میں عَلَی الْکَرِیْہَاتِ کی بجائے عَلَی السَّبَرَاتِ کے الفاظ آئے
ہیں۔ اور سبرہ سخت سردی کو کہتے ہیں۔ اور بے شک سخت سردی
میں پورا پورا وضو کرنا نفس پر شاق گزرتا ہے۔ اور اس سے نفس کو دکھ
ہوتا ہے۔ اور جس چیز سے نفس کو دکھ محسوس ہو اور جو چیز اس پر شاق ہو اس
سے گناہ جھڑتے ہیں۔ اگرچہ انسان اس دکھ اور مشقت کا باعث و عامل خود
نہ ہو مثلاً بیماری وغیرہ چنانچہ اس پر نصوص کثرت سے دال ہیں:۔

اجر اور رفع درجات

اور اگر یہ دکھ کسی ایسے کام سے پیدا ہو جو اللہ تعالیٰ کی طاعت میں
شمار ہو تو اس کو جھیلنے والے کو اجر ملتا ہے اور اس کے درجے بلند ہوتے
ہیں جس طرح خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے کو دکھ پہنچتا ہے۔ اور اس کے
عوض اجر ملتا ہے۔ اور مدارج بلند ہوتے ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتے ہیں:۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ	اور یہ اس سبب سے ہے کہ ان کو اللہ کی راہ میں جو پیاس لگتی ہے اور جو تکان پہنچتی ہے

فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَئُونَ مَوْطِئًا يَّغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِينَ پ ۱۱ ع ۴	اور جو بھوک لگتی ہے۔ اور جو چلنا چلتے ہیں۔ جو کفار کے لئے موجب غیظ ہوا اور دشمنوں کی جو کچھ خبریں ان سب پر ان کے نام ایک ایک نیک کام لکھا گیا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

یہی حالت اس بھوک اور پیاس کی ہے جو روزہ دار کو حاصل ہوتی ہے۔ اور یہی حکم اس دکھ کا ہے جو سردی میں وضو کرنے سے پہنچتا ہے اس سے جو دکھ پہنچے اس پر صبر کرنا واجب ہے۔ اور اگر اس سے رضامندی حاصل ہو جائے تو یہ درجہ خاص پیارے عارفین کا ہے۔ اور اس طرح کے دکھوں کے ساتھ رضامندی ذیل کے چند امور کو ملحوظ رکھنے سے حاصل ہوتی ہے:۔

(۱)۔ وضو کی اس فضیلت کو یاد رکھنا کہ اس سے خطائیں جھڑ جاتی ہیں۔ درجے بلند ہو جاتے ہیں۔ پانچوں اعضا نورانی ہو جاتے ہیں جہاں جہاں جسم کو وضو کا پانی لگتا ہے وہ حصہ مزیّن ہو جاتا ہے۔ گذشتہ زمانے کی ایک نیک عورت پاؤں پھسلنے سے گر پڑی اور اس کے ناخن ٹوٹ گئے۔ اس پر وہ ہنس پڑی اور کہا: اس کے ثواب کی مٹھاس نے مجھ سے اس کے درد کی تلخی کو فراموش کرا دیا ہے۔ ایک عارف کا بیان ہے کہ جس شخص کو اعمال کا ثواب معلوم نہ ہو۔ اس پر وہ اعمال تمام حالات میں گراں ہوتے ہیں:۔

(۲)۔ اللہ عزوجل نے اپنے نافرمانوں کے لئے سردی اور زمہریر کا جو

عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اسے یاد کرنا۔ کیونکہ دنیا کی سردی کی شدت جہنم کا زمہریر یاد دلاتی ہے۔ صحیح حدیث میں ہے:۔

اِنَّ اَشَدَّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْبَرْدِ مِنْ زَمْھَرِیْرِ جَھَنَّمَ ۔	شدید ترین سردی جہنم کا زمہریر ہے؛

اس زمہریر کے دکھ کو ملحوظ رکھنے سے پانی کی ٹھنڈک کی تکلیف سہل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ زبید الیامی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مروی ہے کہ وہ ایک رات تہجد کے لئے اٹھے۔ سردی سخت تھی۔ جب انہوں نے برتن میں اپنا ہاتھ داخل کیا تو سردی کی شدت کو محسوس کیا۔ پھر جب جہنم کے زمہریر کو یاد کیا تو اس کے بعد پانی کی سردی کو محسوس نہ کیا حالانکہ صبح تک ان کا ہاتھ پانی میں رہا۔ انکی لڑکی نے ان سے پوچھا کہ آپ نے آج رات تہجد کی نماز کیوں نہیں پڑھی؟ فرمایا:۔ مجھے جب پانی سخت سرد معلوم ہوا تو میں نے زمہریر جہنم کو یاد کیا اور پھر صبح تک پانی کی سردی مجھے محسوس نہ ہوئی۔ جب تک میں زندہ رہوں یہ بات کسی سے نہ کہنا:۔

(۳) جس نے وضو کا حکم دیا ہے اس کے جلال کو ملحوظ رکھنا، اس کی عظمت اور بڑائی کا مطالعہ کرنا۔ اس کے سامنے کھڑا ہونے کی تیاری اور نماز میں اس کے سامنے محو مناجات ہونے کو یاد کرنا۔ اس سے سرد پانی وغیرہ کی وہ تمام کلفتیں آسان ہو جاتی ہیں۔ جو بندے کو اس کی رضا جوئی میں پیش آتی ہیں۔ بسا اوقات پانی کا احساس تک نہیں ہوتا چنانچہ بعض عارفین کا قول ہے کہ معرفت سے اہل عمل کے لئے عبادت آسان ہو جاتی ہے۔ سعید بن عامر

کا قول ہے :۔ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ ابراہیم خلیل صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تھے تو ان کو اپنی ہڈیوں سے قع قع کی آواز آتی تھی۔ علی ابن الحسین جب وضو کرتے تھے تو ان کا رنگ زرد ہو جاتا تھا۔ ان سے کہا جاتا کہ وضو کے وقت آپ کو یہ کیا ہو جاتا ہے؟ تو فرماتے تھے! کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہونے کا ارادہ کرتا ہوں؟ منصور بن زاذان جب وضو سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے رونے لگتے تھے۔ ان سے کہا گیا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا :۔ میرے حال سے زیادہ کٹھن اور کیا چیز ہو سکتی ہے۔ میں اس ذات کے سامنے کھڑا ہونا چاہتا ہوں جس پر اونگھ اور نیند طاری نہیں ہو سکتی۔ ممکن ہے وہ مجھ سے راضی ہو جائے عطاء سلمی جب وضو سے فارغ ہوتے تو کانپتے اور زار و قطار رونے لگتے۔ ان سے اس کے متعلق کہا گیا تو فرمایا :۔ میں ایک بڑے دشوار کام کی طرف قدم اٹھا رہا ہوں میں چاہتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سامنے کھڑا ہو جاؤں :۔

(۴)۔ یہ خیال رکھنا کہ جب بندہ خدا کے لئے کام کرتا اور اسی کے لئے مشقتیں اٹھاتا ہے تو اللہ عزوجل اس پر مطلع ہوتے ہیں جس شخص کو یقین ہو کہ اس کی مصیبت کو محبوب اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے تو اس کا دکھ ہلکا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے جو ارشاد فرمایا ہے۔ اس میں بھی اس کی طرف اشارہ ہے :۔

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا ۲ ۴	اپنے پروردگار کے حکم کے لئے صبر کر۔ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے :۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام سے فرمایا:-

لَا تَخَافَا اِنَّنِیْ مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی

نہ ڈرو۔ میں تم دونوں کے ساتھ ہوں سُن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اُعْبُدِ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ:-

اللہ کی عبادت اس طرح کر گویا وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ اور اگر تو نہیں دیکھ رہا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

ابو سلیمان فرماتے ہیں کہ میں نے بعض کتابوں میں یہ پڑھا ہے کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں:-

بِعَیْنِیْ مَا یَتَحَمَّلُ الْمُتَحَمِّلُوْنَ مِنْ اَجْلِیْ وَ کَابَدَ الْمُکَابِدُوْنَ فِیْ طَلَبِ مَرْضَاتِیْ فَکَیْفَ بِھِمْ وَقَدْ صَارُوْا فِیْ جِوَارِیْ وَتَبَحْبَحُوْا فِیْ رِیَاضِ خُلْدِیْ؟ فَھُنَالِکَ فَلْیَسْتَبْشِرِ الْمُصَفُّوْنَ لِلّٰہِ اَعْمَالَھُمْ بِالْمَنْظَرِ الْعَجِیْبِ مِنَ الْحَبِیْبِ الْقَرِیْبِ اَتُرَوْنَ اَنِّیْ اُضِیْعُ لَھُمْ عَمَلًا فَکَیْفَ

میری خوشنودی کی جستجو میں جو لوگ مشقتیں برداشت کرتے ہیں اور میری خاطر سے جو لوگ مصائب برداشت کرتے ہیں ان کو میں دیکھ رہا ہوں۔ ان کا وہ وقت کیسا شاندار ہوگا جب وہ میرے پڑوس میں آجائیں گے۔ اور جنات خلد میں خوشیاں منائیں گے۔ وہاں خالص اعمال والے لوگوں کا دل دوست کو قریب سے دیکھنے کے عجیب منظر کی وجہ سے باغ باغ ہو جائے گا۔ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ میں ان کے عمل کو ضایع کروں گا؟ یہ کیسے ہو سکتا

وَاَنَا اَجُوْدُ عَلَى الْمُوَلِّيْنَ عَنِّيْ نَكَيْفَ بِالْمُقْبِلِيْنَ اِلَيَّ

ہے ؟ جب میں ان لوگوں پر بخشش کرتا ہوں جو مجھ سے روگردانی کرتے ہیں۔ تو ان پر جو کہ میری طرف آتے ہیں۔ کیوں نعمتوں کی بارش نہ برساؤں گا۔

سردی کے موسم میں خصوصاً رات کے وقت اچھی طرح وضو کرنے سے اللہ تعالےٰ بندے سے خوش ہوتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ ملائیکہ پر فخر کرتا ہے۔ اسباب کو ذہن میں لانے سے پانی کی سردی کی تکلیف ہلکی ہو جاتی ہے۔ مسند احمد اور صحیح ابن حبان میں عقبہؓ بن عامر سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

رَجُلَانِ مِنْ اُمَّتِيْ يَقُوْمُ اَحَدُهُمَا مِنَ اللَّيْلِ يُعَالِجُ نَفْسَهٗ اِلَى الطُّهُوْرِ وَعَلَيْهِ عُقَدٌ فَيَتَوَضَّأُ فَاِذَا وَضَّأَ يَدَيْهِ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ وَاِذَا وَضَّأَ وَجْهَهٗ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ وَاِذَا مَسَحَ رَاْسَهٗ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ وَاِذَا وَضَّأَ رِجْلَيْهِ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَيَقُوْلُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ لِلَّذِيْ مِنْ وَّرَاءِ الْحِجَابِ

میری امت میں دو آدمی ایسے ہیں جنمیں سے ایک رات کو اٹھتا ہے (تہجد کے لئے) بڑی مشکل سے وضو کرتا ہے۔ اس وقت اس کے گرہیں لگی ہوتی ہیں۔ پھر جس وقت وضو کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو اسکی ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ اور جب اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو ایک اور گرہ کھل جاتی ہے اور جس وقت اپنے پاؤں دھوتا ہے ایک اور گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر رب عزوجل پردے کے پیچھے رہنے والے مقرب ملائکہ سے فرماتے ہیں:۔

اُنْظُرُوْا اِلٰی عَبْدِیْ هٰذَا يُعَالِجُ نَفْسَهٗ يَسْئَلُنِیْ مَا سَئَلَنِیْ عَبْدِیْ هٰذَا فَهُوَ لَهٗ (اِلٰی اٰخِرِ الْحَدِيْث)	میرے اس بندے کی طرف نگاہ کرو کہ کس طرح تکلیف اٹھا رہا ہے۔ اور مجھ سے سوال کر رہا ہے۔ میرا یہ بندہ مجھ سے جو کچھ مانگیگا میں اُسے دیدونگا۔ (اور باقی حدیث بیان فرمائی)

عطیہ سے روایت ہے۔ وہ ابو سعیدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰهَ يَضْحَكُ اِلٰی ثَلٰثَةِ نَفَرٍ رَجُلٌ قَامَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَاَحْسَنَ الطُّهُوْرَ فَصَلّٰی (اِلخ الْحَدِيْث)	اللہ تعالیٰ تین آدمیوں کی طرف توجہ فرماکر ہنستے ہیں ایک تو وہ جو نصف شب میں اٹھے اچھا وضو کرے اور پھر نماز پڑھے (آخر حدیث تک)

سلف صالحین میں سے ایک بزرگ رات کو ورد پڑھا کرتے تھے ایک دفعہ وہ ان سے چھوٹ گیا تو ہاتف نے آواز دی:۔ رات کے وقت حبیب اللہ کے بندے اٹھتے ہیں یا اس کے احکام کی تعمیل میں مصروف عبادت ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی کارگذاری کو دیکھتا ہے:۔

(۵) جس ذات نے اس طاعت کا حکم دیا ہے اس کی محبت میں محو ہونا اور یہ خیال کرنا کہ اس طاعت سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔ اور بندے سے محبت کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ:۔	اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور طہارت کرنے والوں سے محبت کرتا ہے:۔

جس کا دل اللہ عزوجل کی محبت سے معمور ہو وہ اسی چیز سے محبت کرتا ہے جو اُسے محبوب ہو اگرچہ وہ چیز نفس پر شاق ہو اور اسے اس چیز سے دکھ پہنچتا ہو۔ چنانچہ کہا گیا ہے کہ محبت بوجھوں کو ہلکا کر دیتی ہے۔ جو شخص اپنے محبوب کی خدمت کرتا ہے اسے اس خدمت کی مشقتیں بھی لذت دیتی ہیں بعض کا قول ہے کہ جو دل اللہ سے محبت کرتا ہے وہ مشقت کو محبوب سمجھتا ہے:۔

ناخوشگوار حالات میں پُورے طور پر وضو کرنا محبت کرنیوالوں کی علامت ہے امام احمدؒ نے کتاب الزہد میں عطا بن یسار سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار تیرے وہ بندے کون ہیں جنہیں تو اپنے عرش کے سائے میں رکھے گا؟ فرمایا:۔ جن کے بدن پاک دل صاف ہوں۔ جن کو میرے جلال سے محبت ہو۔ جو لوگ ایسے ہوں کہ میرا ذکر کیا جائے تو وہ میرا ذکر کرنے لگیں اور جب ان کا ذکر آئے تو میں ان کا ذکر کرنے لگ جاؤں جو لوگ ناخوشگوار حالات میں پُورے طور سے وضو کرتے ہیں۔ میری یاد کی طرف اس طرح جھکتے ہیں جس طرح پرندے اپنے گھونسلوں کی طرف جھکتے ہیں۔ اور میری محبت میں گرویدہ ہو جاتے ہیں جس طرح بچہ لوگوں کی محبت میں گرویدہ ہو جاتا ہے اور جس وقت میرے حکم کی بے عزتی کی جائے تو وہ اس طرح غضبناک ہوتے ہیں جس طرح چیتا غصے میں آتا ہے۔ جب کہ اسے چھیڑا جائے۔

اللہ تعالیٰ بعض اوقات اپنے دوستوں کے لئے خرق عادت بھی فرماتے ہیں۔ چنانچہ ان کو پانی کی سردی کی تکلیف محسوس ہی نہیں ہوئی۔ ایک

بزرگ نے دعا کی تھی کہ اے اللہ مجھ پر موسم سرما کا وضو آسان کر دے تو جب ان کے پاس پانی لایا جاتا تو اس سے بخارات نکلتے تھے۔ بعض سے سردی اور گرمی کا احساس بالکل ہی سلب ہو جاتا ہے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تھی کہ اللہ تعالے ان سے سردی و گرمی دور کر دے۔ چنانچہ وہ گرمی کے موسم میں جاڑے کا اور جاڑے کے موسم میں گرمیوں کا لباس پہنا کرتے تھے۔ ان کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:۔ کہ "وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور رسول اس سے محبت کرتے ہیں" ابو سلیمان دارانی نے شدت کے جاڑے میں حج کو جاتے ہوئے راستے میں ایک بوڑھا آدمی دیکھا جو پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ اور اس کا پسینہ بہہ رہا تھا۔ اس سے کیفیت دریافت کی تو کہا کہ گرمی اور سردی اللہ عزوجل کے دو اوصاف ہیں اگر ان کو حکم دیتا ہے کہ مجھے ڈھانک لیں تو وہ مجھ تک پہنچتے ہیں اور اگر ان کو حکم دیتا ہے کہ مجھے چھوڑ دیں تو وہ مجھے چھوڑ دیتے ہیں۔ اور کہا کہ میں اس جنگل میں تیس سال سے رہتا ہوں اللہ تعالیٰ سردی کے موسم میں اپنی محبت سے مجھے گرم ہوا کا لباس پہناتا ہے۔ ایک اور آدمی پر صرف دو چیتھڑے تھے۔ اس سے کہا گیا کہ کسی ایسی جگہ میں چھپ جاؤ جہاں تم سردی سے بچ جاؤ تو وہ یہ شعر پڑھنے لگا:۔

وَيُحْسِنُ ظَنِّيْ اَنَّنِيْ فِيْ فِنَائِهٖ وَهَلْ اَحَدٌ فِيْ كِنِّهٖ يَجِدُ الْبَرْدَا :۔	میرا حسن ظن یہ ہے کہ میں اس کے صحن میں ہوں کیا کوئی ایسا ہے جو اس (محبوب) کے پہنائے ہوئے لباس میں سردی محسوس کرے؟

گناہوں کا دوسرا کفارہ

جماعت اور جمعہ کی طرف پیدل چل کر جانا بھی گناہوں کا دوسرا کفارہ ہے۔ خصوصاً جب کہ کوئی شخص اپنے گھر میں وضو کرکے مسجد کی طرف نکلے اور اس کے نکلنے کی غرض بجز نماز کے اور کچھ نہ ہو۔ چنانچہ صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلٰى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ وَفِي سُوقِهِ خَمْسًا وَعِشْرِيْنَ ضِعْفًا وَذٰلِكَ أَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلٰوةُ لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً إِلَّا رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ فَإِذَا صَلّٰى لَمْ تَزَلِ الْمَلٰئِكَةُ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَا دَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ وَلَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاةٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلٰوةَ ۔

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے گھر میں اور بازار میں نماز پڑھنے کی بہ نسبت پچیس گنا زیادہ ثواب ہے۔ اگر کوئی شخص وضو اچھی طرح کرے پھر مسجد کی طرف نکلے اور غرض محض نماز ہو تو جو قدم بھی اٹھائے گا۔ اس کے عوض اس کا ایک درجہ بڑھے گا اور ایک گناہ گرے گا۔ اور جب نماز پڑھے تو فرشتے اس پر اسوقت تک درود بھیجتے رہتے ہیں جب تک وہ نماز کی جگہ میں رہے۔ اے اللہ اس پر رحمت کر! اے اللہ اس پر درود بھیج۔ جب تک تم میں سے کوئی شخص نماز کا منتظر رہے اس وقت تک وہ نماز میں محسوب ہوتا ہے؛

صحیح مسلم میں ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ مَشَى إِلَى بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ يَقْضِي فَرِيضَةً مِنْ فَرَائِضِ اللهِ كَانَتْ خُطُوَتَاهُ إِحْدَاهُمَا تَحُطُّ خَطِيئَةً وَالْأُخْرَى تَرْفَعُ دَرَجَةً	جس نے گھر میں وضو کیا پھر خدا کے گھروں میں سے کسی ایک گھر کی طرف چلا۔ تاکہ خدا کے فرائض میں سے کوئی فریضہ ادا کرے۔ تو اس کا ایک قدم ایک گناہ کو گراتا اور دوسرا قدم ایک درجے کو بڑھاتا ہے:۔

صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

كُلُّ خُطْوَةٍ تَمْشِيهَا إِلَى الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ:۔	ہر وہ قدم جسے تو نماز کی طرف اٹھائے وہ صدقہ ہے:۔

مسند اور صحیح ابن حبان میں عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِذَا تَطَهَّرَ الرَّجُلُ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ يَرْعَى الصَّلٰوةَ كَتَبَ لَهُ كَاتِبَاهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا إِلَى الْمَسْجِدِ عَشْرَ حَسَنَاتٍ:۔	جب مرد وضو کر کے مسجد کی طرف نماز کی رعایت کے لئے آتا ہے تو اس کے دونوں لکھنے والے اس کے ہر قدم کے عوض اسکے لئے دس دس نیکیاں لکھتے ہیں:۔

اور انہی میں عبداللہ بن عمر رضہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ رَاحَ إِلَى مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ فَخُطْوَتَاهُ خُطْوَةٌ تَمْحُو سَيِّئَةً وَخُطْوَةٌ تُكْتَبُ	جو شخص جماعت کی مسجد میں جائے اس کا ایک قدم برائی کو مٹاتا ہے اور دوسرا قدم نیکی

حَسَنَۃً ذَاهِبًا وَّرَاجِعًا

لکھتا ہے۔ اور یہ آمد و رفت دونوں صورتوں میں ہوتا ہے:۔

سنن ابو داؤد میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ مُتَطَهِّرًا اِلٰى صَلٰوةٍ مَكْتُوْبَةٍ فَاَجْرُهٗ كَاَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ:۔

جو شخص با وضو ہو کر گھر سے فرض نماز کے لئے نکلا تو اس کا اجر احرام باندھنے والے حاجی کے اجر کی طرح ہے:۔

اور اسی میں کسی انصاری سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ لَمْ يَرْفَعْ قَدَمَهُ الْيُمْنٰى اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا حَسَنَةً وَّلَمْ يَضَعْ قَدَمَهُ الْيُسْرٰى اِلَّا حَطَّ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً فَلْيُقَرِّبْ اَوْ لِيُبَعِّدْ فَاِنْ اَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى فِيْ جَمَاعَةٍ غُفِرَ لَهٗ:۔

جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر نماز کی طرف نکلا۔ تو جب اس نے دایاں پاؤں اٹھایا تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی گئی اور جب اس نے بایاں پاؤں نیچے رکھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا ایک گناہ دور کر دیا۔ دور سے آئے یا نزدیک سے اگر وہ مسجد میں آجائے۔ اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لے تو وہ بخش دیا جاتا ہے

اور اس مضمون کی حدیثیں بہت زیادہ ہیں۔

جمعہ کی نماز کو جانا

جمعہ کی نماز کے لئے چل کر جانا مزید ثواب کا باعث ہے خصوصاً جب غسل کے بعد ہو چنانچہ سنن میں اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَ اغْتَسَلَ وَبَكَّرَ وَابْتَكَرَ وَمَشٰى وَلَمْ يَرْكَبْ وَدَنَا مِنَ الْاِمَامِ وَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهٗ بِكُلِّ خُطْوَةٍ اَجْرُ سَنَةٍ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا۔	جس نے جمعہ کے دن کپڑے دھوئے اور غسل کیا۔ سویرے طیاری کرکے پہنچ گیا۔ پیادہ چلا اور سواری نہ کی۔ امام کے پاس آکر خطبہ سنا۔ اور کوئی لغو فعل نہ کیا۔ تو اس کو ایک ایک قدم کے عوض ایک ایک سال کے روزوں اور نمازوں کا ثواب ملے گا۔

اور جب وہ مکان جہاں سے وہ چل کر مسجد کی طرف آتا ہے دور ہو تو اس کو زیادہ فضیلت حاصل ہوتی ہے کیونکہ اس سے زیادہ قدم چلنا پڑتا ہے۔ صحیح مسلم میں جابرؓ سے مروی ہے فرمایا کہ ہمارا مکان مسجد سے دور تھا ہم نے ارادہ کیا کہ اسے بیچ ڈالیں اور مسجد سے قریب ہو جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع فرما دیا۔ اور فرمایا کہ "تمہارے لئے ہر قدم کے عوض ایک نیکی ملتی ہے" صحیح بخاری میں انسؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

يَا بَنِيْ سَلِمَةَ اَلَا تَحْتَسِبُوْنَ اٰثَارَكُمْ۔	اے بنی سلمہ۔ تم یہ گمان نہیں کرتے کہ تمہیں آخرت میں قدموں کا ثواب ملے گا۔

صحیحین میں ابو موسیٰ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ اَعْظَمَ النَّاسِ اَجْرًا فِي الصَّلٰوةِ اَبْعَدُهُمْ اِلَيْهَا	[۴] اس کے باوجود وہ گھر جو مسجد سے قریب ہو دور کے گھر سے افضل ہے۔ لیکن چلکر

۴ جو لوگ جتنی دور سے چل کر نماز کے لئے آتے ہیں ان کو اتنا زیادہ ثواب ہے ۴

مَنۡشیٔ ذَابۡعُدُہُمۡ:- | نماز کے لئے آنا دور کے گھر سے افضل ہے:-

مسند میں حذیفہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

فَضۡلُ الدَّارِ الۡقَرِیۡبَۃِ مِنَ الۡمَسۡجِدِ عَلَی الدَّارِ الۡبَعِیۡدَۃِ الشَّاسِعَۃِ کَفَضۡلِ الۡغَازِیۡ عَلَی الۡقَاعِدِ:-	مسجد سے قریب کے گھر کو دور کے گھر پر ایسی ہی فضیلت ہے جو غازی کو گھر بیٹھنے والے پر ہے:-

اس حدیث کا اسناد منقطع ہے:-

مسجد کی طرف چل کر جانا سواری سے افضل ہے جیسا کہ جمعہ کے بارے میں اوسؓ کی حدیث میں بیان ہو چکا ہے - اور معاذؓ کی حدیث میں بھی اسی وجہ سے پیدل چلنے کا ذکر ہے - نبی صلے اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے ہمیشہ پیدل جایا کرتے تھے حتےٰ کہ نماز عید کے لئے عید گاہ کی طرف بھی پیدل جاتے تھے - کیونکہ مسجد کی طرف آنے والا خدا کا ملاقاتی ہوتا ہے - اور زیارت پیدل چلکر کی جائے تو اس میں خضوع اور عجز زیادہ ہوتا ہے چنانچہ کہا گیا ہے:-

لَوۡ جِئۡتُکُمۡ زَائِرًا اَسۡعٰی عَلٰی بَصَرِیۡ لَمۡ اُؤَدِّ حَقًّا وَاَیُّ الۡحَقِّ اَدَّیۡتُ -	اگر آنکھوں کے بل دوڑ کر آپ کی زیارت کے لئے آوں. تو جب بھی میں حق ادا نہیں کر سکتا - اور وہ کونسا حق ہے جو میں نے ادا کیا ہے -

صحیح بخاری میں ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

مَنۡ غَدَا اِلَی الۡمَسۡجِدِ اَوۡ	جو شخص صبح یا شام مسجد جائے - اللہ تعالیٰ

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهٗ نُزُلًا فِی الْجَنَّۃِ کُلَّمَا غَدَا اَوْ رَاحَ	اس کے لئے جنت میں صبح کا وقت ہو یا شام کا مہمانی تیار فرماتے ہیں۔

مہمانی (نُزُل) سے وہ چیز مراد ہے جو ملاقاتی کی آمد پر تیار کی جاتی ہے۔ اور طبرانی میں سلمانؓ کی مرفوع حدیث ہے:۔

مَنْ تَوَضَّأَ فِیْ بَیْتِہٖ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَی الْمَسْجِدَ فَھُوَ زَائِرُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَحَقٌّ عَلَی الْمَزُوْرِ اَنْ یُّکْرِمَ الزَّائِرَ	جس نے اپنے گھر میں وضو کیا اور اچھا وضو کیا پھر مسجد آیا وہ اللہ تعالیٰ کا ملاقاتی ہے اور میزبان کے ذمہ یہ حق ہے کہ وہ اپنے ملاقاتی کی عزت کرے

صحیح مسلم میں اُبَیّ بْنِ کعب سے مروی ہے۔ فرمایا ایک شخص تھا کہ جس کے گھر سے کسی شخص کا گھر مسجد سے زیادہ دور میرے علم میں نہیں تھا اور وہ بلاناغہ مسجد میں نماز پڑھتا تھا۔ کہا۔ "اس سے کہا گیا" یا "میں نے اس سے کہا" کیا اچھا ہو کہ کوئی گدھا خرید لو جس پر تم اندھیرے میں یا گرمی میں سوار ہو کر آیا کرو۔ جواب دیا کہ مجھے اس کی خوشی نہیں کہ میرا گھر مسجد کے پہلو میں ہو۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرا مسجد کی طرف چل کر جانا اور جب واپس جاؤں تو واپس جانا لکھا جائے۔ اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

قَدْ جَمَعَ اللّٰہُ لَکَ ذٰلِکَ کُلَّہٗ:۔	اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے یہ سب کچھ جمع کر رکھا ہے:۔

جب مسجد کی طرف پیدل جانا دشوار ہو تو اس میں اور فضیلت ہے اسی لئے عشاء اور صبح کی نمازوں کے لئے پیدل جانے کی فضیلت ساری رات کے

قیام کے برابر ہے چنانچہ مسلم میں عثمان رضؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَاَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَاَنَّمَا قَامَ اللَّيْلَ:-

جس نے عشا کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی گویا وہ آدھی رات تک جاگتا رہا اور اگر صبح کی نماز بھی جماعت کے ساتھ پڑھی تو گویا ساری رات قیام کیا:-

صحیحین میں ابو ہریرہ رضؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اَثْقَلُ صَلٰوةٍ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ صَلٰوةُ الْعِشَاءِ وَصَلٰوةُ الْفَجْرِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا:-

منافقوں پر عشاء اور صبح کی نمازیں سب سے زیادہ دشوار ہیں - اور اگر ان کو معلوم ہوتا کہ ان کا کتنا ثواب ہے تو ان نمازوں کے لیے ضرور آتے خواہ ان کو گھٹنے گھسیٹ کر کیوں نہ آنا پڑتا:-

یہ دو نمازیں منافقوں پر اس لیے بھاری ہوتی ہیں کہ منافق کو صرف اس وقت نماز کا شوق پیدا ہوتا ہے جب لوگ اسے دیکھیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَاِذَا قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ٥ ١٨

اور جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی کے ساتھ، لوگوں کو دکھاتے ہیں اور خدا کو بہت کم یاد کرتے ہیں:-

عشا اور صبح کی نماز چونکہ اندھیرے میں ہوتی ہے اس لئے ان دو نمازوں کے لئے پیدل جانے میں ایک ایسا مخلص انسان ہی خوش ہوسکتا ہے جو

صرف اس پر اکتفا کرے کہ اسکی نمازوں کو صرف اللہ عزوجل دیکھے:۔

اندھیرے میں نماز کے لئے جانا

اندھیرے میں نماز کے لئے جانے کا ثواب قیامت کے اندھیرے میں نور کامل کا حصول ہے۔ چنانچہ سنن ابو داؤد اور ترمذی میں بریدہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

بَشِّرِ الْمَشَّائِیْنَ فِی الظُّلَمِ اِلَی الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ:۔

اندھیروں میں مسجدوں کی طرف پیدل چلنے والوں کو خوشخبری دو۔ کہ ان کیلئے قیامت کے دن مکمل روشنی ہوگی:۔

ابن ماجہ نے اسے سہلؓ بن سعد کی حدیث سے پیش کیا ہے۔ اور یہ کئی وجوہ سے مروی ہے بعض روایات میں یہ الفاظ زیادہ ہیں:۔

یَفْزَعُ النَّاسُ وَلَا یَفْزَعُوْنَ | لوگ گھبرائیں گے۔ اور یہ نہ گھبرائیں گے

نخعی کا قول ہے کہ لوگ اندھیری رات میں نماز کے لئے چلنے کو مغفرت کا موجب سمجھتے تھے۔

حسنؒ سے یہ قول مروی ہے کہ اہل توحید آگ میں جل نہ سکیں گے۔ دوزخ کے داروغے ایک دوسرے سے کہیں گے "کیا بات ہے کہ یہ لوگ نہیں جلتے اور وہ جلتے ہیں؟" پھر آواز آئے گی۔ کہ یہ لوگ رات کی تاریکیوں میں مسجدوں کی طرف پیدل جایا کرتے تھے جس طرح اہل توحید میں سے بعض گناہگار دوزخ میں جائیں گے اور ان کی سجدہ کی جگہوں کو آگ جلا نہ سکے گی

اسی طرح جو پاؤں اندھیرے میں مسجدوں کی طرف چلتے ہیں۔ ان کو آگ نہ جلا سکے گی۔ جو شخص خدا کی عبادت کرے اسے عذاب دیا بھی جائے تو جب بھی وہ عذاب میں اس شخص کے ساتھ برابر نہ رکھا جائے گا۔ جو کہ خدا کی عبادت کرتا ہی نہیں:۔

وَمَنْ كَانَ فِي سُخْطِهِ مُحْسِنًا	جس کی شان یہ ہو کہ وہ ناراض ہو کر بھی
فَكَيْفَ يَكُوْنُ إِذَا مَا رَضِيْ	محسن ہو وہ راضی ہو تو کیا کچھ نہ ہو

چونکہ نماز بندے اور اس کے پروردگار کے مابین ملاقات و مناجات ہوتی ہے جس میں عارفوں کے دلوں پر اس کے قرب و تجلی کے آثار ظاہر ہوتے ہیں اس لئے نماز میں داخل ہونے سے پہلے وضو مشروع ہوا۔ کیونکہ اللہ عزوجل کے سامنے کھڑا ہوتے اور تنہا ہو کر اس سے مناجات کرنے کے قابل وہی ہو سکتا ہے جو باوضو ہو۔ جو شخص ظاہری و باطنی میل کچیل سے آلودہ ہو وہ قرب کے لائق نہیں ہو سکتا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نماز ہی کیلئے اپنے اعضا کو پانی کے ساتھ دھونا مشروع کیا اور اس وضو کو گناہوں سے پاک ہو جانے کا ذریعہ و سبب قرار دیا۔ تاکہ ہر شخص مناجات کا ارادہ کرے اُسے ظاہری و باطنی دونوں طہارتیں حاصل ہو جائیں پھر مسجدوں کی طرف پیدل چلنے کا حکم دیا اور اس سے بھی گناہ دور ہوتے ہیں۔ تاکہ اگر وضو کے بعد کوئی گناہ رہ جائے۔ تو وہ اس ذریعہ سے معاف ہو جائے اور بندہ کامل پاکیزگی ظاہر و باطن کی حالت ہی میں اور میل کچیل اور گناہوں سے پاک ہو کر مقام مناجات میں کھڑا ہو۔

وضو کے بعد استغفار

اور اسی وجہ سے نماز گزار کے لئے حکم ہے کہ وہ ہر وضو کے بعد از سرنو توبہ و استغفار کرے۔ تاکہ گناہوں سے مکمل طور پر پاک ہو جائے۔ چنانچہ نسائی نے ابو سعید کی حدیث مرفوعاً و موقوفاً پیش کی ہے:۔

مَنْ تَوَضَّأَ فَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ عِنْدَ فَرَاغِہٖ مِنْ وُضُوْئِہٖ (سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ) خُتِمَ عَلَیْھَا بِخَاتَمٍ فَوُضِعَتْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَلَمْ تُكْسَرْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔

جس نے کامل طور سے وضو کیا پھر اپنے وضو سے فارغ ہو کر اللہ تعالےٰ کی تسبیح و تحمید کے بعد توبہ و استغفار کی تو اس کے اس عمل پر مہر لگا کر اسے عرش کے نیچے رکھدیا جاتا ہے۔ اور یہ مہر قیامت کے دن تک نہیں توڑی جاتی:

اور جب بندہ اپنے وضو کو مکمل کرنے اور مسجد کی طرف چلنے کی کوشش کرے اور یہ عمل گناہوں کو دور کرنے پر قادر نہ ہو تو نماز گناہوں کو بالکل دور کر دیتی ہے چنانچہ صحیحین میں ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَرَءَیْتُمْ لَوْ اَنَّ نَھْرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ یَغْتَسِلُ فِیْہِ كُلَّ یَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ ھَلْ یَبْقٰی مِنْ دَرَنِہٖ شَیْءٌ قَالُوْا لَا یَبْقٰی مِنْ دَرَنِہٖ شَیْءٌ قَالَ فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوٰتِ الْخَمْسِ

دیکھو اگر تم میں سے کسی ایک کے دروازے کے قریب ایک نہر ہو اس میں وہ ہر روز پانچ مرتبہ نہائے۔ کیا اس کے جسم پر کوئی میل کچیل باقی رہ جاتی ہے۔ عرض کیا۔ اس پر میل کچیل بالکل نہ رہے گی۔ فرمایا: یہی مثال ہے پانچ

يَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا۔	نمازوں کی۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے:۔

اور اگر وضو ہی سے تمام گناہ معاف ہو جائیں تو مسجد کی طرف چلنا اور اس کے بعد نماز پڑھنا نیکیوں میں اضافہ ہے۔ عثمان اور رضابحی کی ان احادیث کا بھی جو بیان ہو چکی ہیں یہی مقصد ہے کہ اس کا مسجد کی طرف چلنا اور نماز پڑھنا مزید ثواب ہے۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جمہور علماء کے نزدیک ان تمام اسباب سے کبیرے نہیں بلکہ صغیرے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ عطا اور دیگر سلف نے وضو کے بارے میں اس کے ساتھ استدلال کیا ہے۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ وضو چھوٹے گناہوں کو دور کرتا ہے مسجد کی طرف چلنا اس سے زیادہ گناہوں کا کفارہ بنتا ہے اور نماز اس سے بھی زیادہ گناہوں کو دور کرتی ہے۔ محمد بن نصر مروزی نے اسے پیش کیا ہے اور وہ دلیل دیتے ہیں کہ اس سے کبائر دور نہیں ہوتے جیسا کہ صحیحین میں ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

اَلصَّلٰوتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ اِلٰى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ اِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ۔	پانچ نمازیں۔ دو جمعے اور دو رمضان ان گناہوں کو دور کر دیتے ہیں جو انکے درمیان کے اوقات میں سرزد ہوں بشرطیکہ کبائر سے اجتناب کیا جائے۔

صحیح مسلم میں عثمانؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَا مِنْ اِمْرِئٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهٗ صَلٰوةٌ مَكْتُوْبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهَا وَخُشُوْعَهَا وَرُكُوْعَهَا وَ سُجُوْدَهَا اِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِّمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوْبِ مَالَمْ تُؤْتَ كَبِيْرَةٌ وَذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهٗ:۔	جس مسلم مرد کے سامنے فرض نماز کا وقت آجائے اور وضو، خشوع، رکوع اور سجود اچھا کرے تو یہ نماز اس کے گذشتہ گناہوں کو دور کر دیتی ہے۔ جب کہ کبیرہ کا ارتکاب نہ ہُوا ہو۔ اور یہ گویا ہمیشہ کے گناہوں کی معافی ہے:۔

اسباب مغفرت کی فراوانی

دیکھو تمہارے لئے گناہوں کی معافی کے اسباب کس درجہ آسان ہو گئے ہیں۔ تاکہ تم مرنے سے پہلے ان سے پاک ہو جاؤ۔ اور اپنے پروردگار کو پاکیزہ ہو کر ملو اور دارالسلام میں اسکے پڑوس میں رہنے کے لائق بن جاؤ۔ اور تم کو یہی اصرار ہے کہ مرو تو گناہوں کی پلیدی ساتھ لے کر مرو تاکہ جہنم کی آگ سے ان کو صاف کرنے کی ضرورت پڑے۔ اے انسان تجھے معلوم نہیں کہ ہمارے نزدیک آنے کا اہل صرف پاک آدمی ہے۔ اگر آج ہمارے قرب اور ہم سے مناجات کے طلبگار ہو تو اپنے ظاہر اور باطن کو پاک کرو۔ تاکہ تم اس کے اہل بن جاؤ اور اگر تمہیں خواہش ہے کہ کل تمہیں ہمارا قرب حاصل ہو اور مناجات کا موقع ملے تو اپنے دل کو مَا سِوَا اللہ سے پاک کر دو۔ تاکہ تم ہمارے پڑوسی بننے کے لائق ہو جاؤ۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا	جس دن مال اور بیٹوں سے کوئی نفع حاصل نہ

يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ :-

ہوگا اور فائدہ ہوگا تو صرف اس امر سے کہ کوئی شخص اللہ کے پاس قلب سلیم لے کر آئے :-

قلب سلیم کی تعریف

قلب سلیم وہ ہوتا ہے جس میں اللہ کی محبت اور اس چیز کی محبت کے سوا جو کہ اللہ کو پیاری ہو اور کچھ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاک چیز کو قبول کرتا ہے۔ ہر ایک شخص کو یہ صلاحیت حاصل نہیں ہے کہ کل خدا کے پڑوس میں رہے۔ اور نہ ہر حال میں مناجات اچھی ہوسکتی ہے :- ؎

اَلنَّاسُ مِنَ الْهَوٰى عَلَى الْاَصْنَافِ
هٰذَا نَقَضَ الْعَهْدَ وَهٰذَا وَافِيْ
هَيْهَاتَ مِنَ الْكُدُوْرِ تَبْغِى الصَّافِيْ
مَا يَصْلُحُ لِلْحَضْرَةِ قَلْبٌ جَافِيْ

اہل محبت کی کئی قسمیں ہیں۔ بعض کا شیوہ عہد شکنی ہے۔ اور بعض کا وفا۔ افسوس کہ تو کدورتوں سے صفائی کا جویا ہے۔ جفا پیشہ قلب حضوری کا اہل نہیں ہوتا۔

گناہوں کا تیسرا کفارہ

کفارہ ذنوب کا تیسرا سبب نمازوں کے بعد مسجدوں میں بیٹھنا ہے۔ اور اس بیٹھنے سے مقصود دوسری نماز کے لئے انتظار ہو۔ چنانچہ ابوہریرہؓ کی حدیث میں ہے "نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا یہ رباط ہے۔ یہ رباط ہے۔" اس عمل کو خدا کی راہ میں رباط یعنی ڈیرے ڈالنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور یہ

نماز سے پہلے اس کے انتظار کے لئے بیٹھنے سے افضل ہے۔ کیونکہ نماز کے انتظار میں جو شخص بیٹھتا ہے وہ نماز ادا کر کے چلا جاتا ہے۔ اور اس کے انتظار کی مدت تھوڑی ہوتی ہے۔ اس کے برخلاف جو شخص ایک نماز پڑھ کر دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے اس کے بیٹھنے کی مدت طویل ہوتی ہے اس طرح کے آدمی کی عمر طاعت میں کھپ جاتی ہے۔ اور یہ اللہ عزوجل کی راہ میں بمنزلہ چھاؤنی ڈالنے کے ہے۔

مسند اور سنن ابن ماجہ میں عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی۔ پھر کچھ لوگ واپس چلے گئے اور کچھ پیچھے رہ گئے۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے تشریف لائے۔

اَبْشِرُوْا هٰذَا رَبُّكُمْ قَدْ فَتَحَ بَابًا مِّنْ اَبْوَابِ السَّمَآءِ يُبَاهِيْ بِكُمُ الْمَلٰٓئِكَةَ يَقُوْلُ اُنْظُرُوْا اِلٰى عِبَادِيْ قَدْ قَضَوْا فَرِيْضَةً وَّهُمْ يَنْتَظِرُوْنَ اُخْرٰى

خوشی مناؤ کہ تمہارے پروردگار نے آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول دیا ہے اور تمہاری وجہ سے فرشتوں پر فخر کر رہا ہے۔ فرماتا ہے میرے بندوں کی طرف دیکھو ایک فریضہ ادا کر چکے ہیں۔ اور دوسرے کا انتظار کر رہے ہیں:۔

مسند میں ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مُنْتَظِرُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ كَفَارِسٍ اِشْتَدَّ بِهٖ فَرَسُهٗ

نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنے والے کی مثال اس شاہ سوار کی ہے جس نے خدا کی راہ

فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ عَلٰى كَشْحِهٖ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَلَائِكَةُ اللّٰهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ اَوْ يَقُوْمُ وَهُوَ فِيْ ۱؎ بَاطِ الْاَكْبَرِ۔

میں اپنے گھوڑے کو اپنے پاس باندھ رکھا ہو۔ اس پر اللہ کے فرشتے رحمت بھیجتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ باوضو رہے یا اٹھ کر چلا نہ جائے اور وہ جہادِ اکبر میں ہے

نمازِ صبح کے بعد طلوعِ آفتاب تک بیٹھنا

نمازوں کے بعد مساجد میں بیٹھنے کے متعلق جو حدیث آئی ہے اسکے مفہوم میں ذکر، قرأت، علم و تعلیم وغیرہ سننے کی غرض سے بیٹھنا بھی داخل ہے۔ خصوصاً نمازِ صبح کے بعد طلوعِ آفتاب تک بیٹھنے کی فضیلت کے بارے میں نصوص وارد ہوئی ہیں۔ یہ بیٹھنا ایسا ہی ہے جیسا کوئی شخص دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھے۔ کیونکہ وہ جس نماز کی غرض سے مسجد میں آیا تھا وہ اس نے ادا کر دی ہے۔ اور دوسری عبادت کے انتظار میں بیٹھا ہے۔ اور صحیح بخاری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:۔

مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِيْ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ تَعَالٰى يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهٗ بَيْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَغَشِيَتْهُمُ

جو قوم خدا کے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ کی کتاب پڑھتی اور ایک دوسرے کو سکھاتی ہے اللہ تعالیٰ اس پر تسکین و اطمینان نازل فرماتا ہے۔ اسکو رحمت ڈھانک لیتی اور فرشتے اس کے اردگرد

۱؎ کسی دوسرے مقام پر مسلم کی روایت سے ایک حدیث مذکور ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدث سے مراد بدزبانی و بدگوئی ہے۔

الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَآئِكَةُ وَ ذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ	حلقہ بنا لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے دربار یوں سے اس قوم کا ذکر فرماتا ہے

نماز کے انتظار میں بیٹھنا نماز ہے

نماز سے پہلے جو شخص خاص اس نماز کے انتظار کے لئے مسجد میں بیٹھتا ہے وہ اس تک گویا نماز پڑھتا ہے جب تک کہ اس نے موعودہ نماز ادا نہیں کی۔ صحیحین میں انسؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب آخری عشاء کی نماز میں دیر ہوگئی۔ اور پھر باہر نکلے اور نماز پڑھائی تو لوگوں سے فرمایا:۔

اِنَّكُمْ لَمْ تَزَالُوْا فِيْ صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلٰوةَ	تم اس وقت تک نماز میں رہے۔ جب تک تم نماز کا انتظار کرتے رہے۔

صحیحین ہی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلْمَلَآئِكَةُ تُصَلِّيْ عَلٰى اَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ وَلَا يَزَالُ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاةٍ مَا كَانَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهٗ لَا يَمْنَعُهٗ اَنْ يَّنْقَلِبَ اِلٰى اَهْلِهٖ اِلَّا الصَّلٰوةُ:۔	جب تک تم سے کوئی شخص نماز کی جگہ پر رہے فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں اے اللہ اسے بخشدے اے اللہ اس پر رحمت کر۔ اور جب تک تم میں سے کوئی شخص نماز کی وجہ سے رکا رہے۔ اور اپنے گھر واپس آنے سے اس کو نماز کے بغیر اور کوئی چیز مانع نہ ہو اس وقت تک وہ شخص نماز میں رہتا ہے۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے۔

مَا لَمْ يُؤْذِ فِيهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ	جب تک اس میں کسی برائی یا حدث کو داخل نہ کرے

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدث سے مراد زبان وغیرہ کا حدث یعنی اذیت ہے۔ ابو ہریرہ رضؓ نے اس کی تفسیر حدث فرج سے کی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس میں دونوں حدث شامل ہیں۔

مسند میں عقبہ رضؓ بن عامر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلْقَاعِدُ يُرَاعِي الصَّلٰوةَ كَالْقَانِتِ وَيُكْتَبُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ مِنْ حِيْنِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهٖ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْهِ	بیٹھنے والا نماز کی اسی طرح نگہداشت کرتا ہے جس طرح خود نماز پڑھنے والا۔ اور گھر سے نکلنے کے وقت سے لے کر گھر واپس آنے تک وہ نماز پڑھنے والوں میں لکھا جاتا ہے۔

اور انہی کی ایک روایت میں ہے:۔

فَاِذَا صَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ قَعَدَ فِيْهِ كَانَ كَالصَّائِمِ الْقَانِتِ حَتّٰى يَرْجِعَ	جب اس نے مسجد میں نماز پڑھی پھر اسی میں بیٹھ گیا وہ روزہ دار اور نماز گزار کی طرح ہے تا آنکہ وہ واپس آجائے۔

اور اس معنے کی احادیث بہت ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ عبادات کے لئے مساجد میں بیٹھنے کی بڑی فضیلت ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا يُوَطِّنُ رَجُلُ الْمَسَاجِدَ	جو شخص مساجد کو نماز اور ذکر کے لئے اپنا مسکن

لِلصَّلٰوۃِ وَالذِّکْرِ اِلَّا تَبَشْبَشَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ کَمَا یَتَبَشْبَشُ اَھْلُ الْغَائِبِ اِذَا قَدِمَ عَلَیْھِمْ غَائِبُھُمْ

بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے اس طرح خوش ہوتے ہیں۔ جس طرح کسی قبیلے کا آدمی روپوش ہونے کے بعد قبیلے میں واپس آتا ہے۔ تو قبیلے والے اس کے آنے پر بشاشت محسوس کرتے ہیں:۔

دراج نے ابو ہیثم سے انہوں نے ابو سعیدؓ سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حضور نے فرمایا:۔

مَنْ اَلِفَ الْمَسْجِدَ اَلِفَہُ اللّٰہُ

جس نے مسجد سے الفت کی اس سے اللہ الفت کرتا ہے

سعید بن المسیّب کا قول ہے کہ جو شخص مسجد میں بیٹھا گویا وہ اللہ عزوجل کے پاس بیٹھتا ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث مروی ہے کہ جس شخص کا دل مسجد سے نکلنے کے بعد مسجد کے ساتھ وابستہ رہے تا آنکہ مسجد میں واپس آجائے۔ وہ ان سات اشخاص میں شمار ہوتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سائے میں رکھیگا جسدن خدا کے سائے کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا:۔

صبر وضبط کا انعام

طاعات کے لئے مسجد میں ٹھہرے رہنے سے گناہ اس وجہ سے دور ہوتے ہیں کہ اس میں نفس کو تکلیف اٹھانی پڑتی اور اپنی خواہشوں سے باز رہنا پڑتا ہے۔ کیونکہ نفس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ کسب معاش لوگوں سے نشست

وبرخاست یا بات چیت، عمدہ مقامات اور اچھے مساکن اور تفریحی مواطن وغیرہ کی سیر کے لئے علاقے میں کھلے طور پر پھرا کرے۔ پھر جو شخص اپنے آپ کو مساجد میں عبادت کے لئے روکے رکھتا ہے وہ اپنی خواہش کے خلاف خدا کی راہ میں چھاؤنی بناتا ہے۔ اور یہ صبر و جہاد کی بہترین اقسام سے ہے۔ اور اس جنس میں جو کہ نفس کو دکھ دے اور اس کی خواہش کی مخالف ہو گناہوں کا کفارہ ہے، اگرچہ اس میں بندے کے فعل کو دخل نہ ہو مثلاً بیماری وغیرہ پھر جو دکھ اللہ عزوجل کا قرب حاصل کرنے کی نیت سے بندہ اپنے فعل اور اختیار سے حاصل کرے اس کی کیا شان ہو گی۔ یہ جہاد فی سبیل اللہ کی وہ قسم ہے جس کا اقتضا یہ ہے کہ سارے کے سارے گناہ دور ہو جائیں۔ اسی لئے مساجد کی طرف پیدل چلنا بھی گناہوں کے لئے کفارہ ہے اور جہاد فی سبیل اللہ کی ایک قسم بھی ہے۔ چنانچہ طبرانی نے اسے ابوامامہؓ کی اس حدیث سے نکالا ہے۔ جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے:-

اَلْغُدُوُّ وَالرَّوَاحُ اِلَی الْمَسَاجِدِ مِنَ الْجِهَادِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ	صبح و شام مساجد کی طرف جانا۔ اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنا ہے:-

ابن عباسؓ کے غلام زیادؓ ایک نیک عابد آدمی تھے۔ مدینہ کی مسجد میں بیٹھے رہتے تھے لوگوں نے ایک دن ان سے سُنا کہ وہ اپنے نفس کو ڈانٹ رہے ہیں۔ اور اس سے کہہ رہے ہیں "اس مسجد سے بہتر جگہ اور کیا ہو گی جہاں تو جانا چاہتا ہے۔ کیا تو فلاں فلاں آدمیوں کے گھروں کو دیکھنا چاہتا ہے" چونکہ مساجد زمین میں اللہ کے گھر ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مقصود

شرف بخشی ان کی اضافت اپنی طرف فرمائی ہے۔ اور اللہ عزوجل سے محبت کرنیوالوں کے دلوں کو اس وجہ سے ان کے ساتھ وابستہ کردیا ہے کہ وہ ان کے محبوب سے منسوب ہیں۔ اور ان کے دل مسجدوں میں رہنے سے بدیں وجہ خوش ہوتے ہیں کہ وہاں ان کے محبوب کے ذکر کا اظہار ہوتا ہے اللہ تعالٰی فرماتے ہیں:۔

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۙ ۱۱

ان گھروں میں کہ اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے کہ وہ بلند کئے جائیں اور ان میں اس کے نام کا ذکر کیا جائے۔ اور صبح و شام اسکی پاکی بیان کی جائے۔ ایسے مردان حق موجود ہوتے ہیں۔ جنہیں تجارت اور خرید و فروخت یادِ خدا، اور نماز و زکوٰۃ سے غافل نہیں کرسکتی۔ وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائینگی۔

عشاق اپنے محبوب کے گھروں کو چھوڑ کر کہاں جائیں۔ ان کے قلوب اپنے محبوب کے گھروں سے آویزاں اور عبادت گزاروں کے قدم اپنے معبود کے گھروں کی طرف وقف آمد و رفت رہتے ہیں:۔

(۱) يَا حَبَّذَا الْعَرْعَرُ النَّجْدِيُّ وَالْبَانُ ✦ وَدَارُ قَوْمٍ بِاَكْنَافِ الْحِمٰى بَانُوْا

(۲) وَاَطْيَبُ الْاَرْضِ مَا لِلْقَلْبِ فِيْهِ هَوًى ✦ سَمُّ الْخِيَاطِ مَعَ الْاَحْبَابِ مَيْدَانُ

(۳) لَا يَذْكُرُ الرَّمْلَ اِلَّا حَنَّ مُغْتَرِبٌ ✦ لَهٗ بِذِي الرَّمْلِ اَوْطَارٌ وَّاَوْطَانُ

(۴) يَهْفُو اِلَى الْبَانِ مِنْ قَلْبِيْ نَوَازِعُهُ ✤ وَمَا بِيَ الْبَانُ بَلْ مَنْ دَارُهُ الْبَانُ

(۱) کیا ہی خوشنما ہے نجد کی عرعر (خوشبودار گھاس) اور بان (ایک قسم کا درخت جس کے پتوں سے رنگ تیار کرتے ہیں اور محبوب کے قد و قامت کو اس سے تشبیہہ دیتے ہیں۔) اور کیا ہی دل آویز تھے ان لوگوں کے گھر جو ہجرت کر کے پہلوؤں میں پناہ گزین ہو گئے:۔

(۲) سب سے پاکیزہ زمین وہ ہے جس میں دل کے لئے محبت ہو۔ سوئی کا ناکہ بھی دوستوں کی رفاقت میں میدان کی وسعت رکھتا ہے:۔

(۳) ریت کے اس ٹیلے کو جو محبوب سے منسوب ہے، بجز کسی غریب الوطن کی فریاد کے اور کوئی یاد نہیں کرتا۔ کیونکہ اسی کو ٹیلے والے (محبوب) کے ساتھ حاجت اور وابستگی ہو سکتی ہے۔

(۴) بان (درخت) کی طرف میرے دل کی امنگیں پرندوں کی طرح پھڑ پھڑاتی ہیں۔ بان میرے پاس نہیں ہے بلکہ اس (محبوب) کے گھر کے پاس بان ہے:۔

فصل ثانی

(درجات تین ہیں)

معاذؓ کی حدیث میں جن "درجات" کا ذکر آیا ہے تین ہیں۔ ایک کھانا کھلانا جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جنت اور اس کی نعمتوں کے اسباب موجبہ میں سے قرار دیا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتے ہیں:۔

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ	اور وہ لوگ محض خدا کی محبت سے غریب اور یتیم

مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ۝ فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ۝ وَجَزٰهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ۝ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ۝ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ۝ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا ۝ قَوَارِيْرَا مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ۝ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ۝ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ۝

اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ ہم تمکو محض خدا کی رضامندی کے لئے کھانا کھلاتے ہیں۔ نہ ہم تم سے بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ۔ ہم اپنے رب کی طرف سے ایک سخت اور تلخ دن کا اندیشہ رکھتے ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ ان کو اس دن کی سختی سے محفوظ رکھے گا۔ اور ان کو تازگی اور خوشی عطا فرمائے گا۔ اور ان کی استقامت کی وجہ سے جنت اور ریشمی لباس ہوگا۔ اس حالت میں کہ وہ اس میں مسہریوں پر تکیہ لگائے ہوں گے۔ نہ ان کو وہاں دھوپ لگے گی اور نہ جاڑا۔ درختوں کے سائے ان پر جھکے ہوں گے۔ اور انکے میوے ان کے اختیار میں ہوں گے۔ اور ان کے ارد گرد چاندی کے برتن لائے جائینگے۔ اور آبخورے جو شیشے کے ہوں گے۔ اور وہ شیشے چاندی کے ہوں گے۔ جنکو بھرنیوالوں نے مناسب انداز سے بھر رکھا ہوگا۔ اور وہاں انکو علاوہ جام شراب مذکور کے ایسا جام شراب پلایا جائے گا۔ جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی۔ ایسے چشمہ سے جو اسمیں ہوگا۔ اور جسکا نام سلسبیل ہوگا (..............)

(الیٰ قولہ تعالیٰ) وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا پ۲۹ ۱۹

اور ان کا رب ان کو پاکیزہ شراب پینے کیلئے دے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے میووں اور پینے کی چیزوں کو کھانا کھلانے کی جزا قرار دیا ہے۔ ترمذی میں ابو سعید خدریؓ کی حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَیُّمَا مُؤْمِنٍ اَطْعَمَ مُؤْمِنًا عَلٰی جُوْعٍ اَطْعَمَہُ اللّٰہُ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّۃِ وَمَنْ سَقٰی مُؤْمِنًا عَلٰی ظَمَاٍ سَقَاہُ اللّٰہُ مِنَ الرَّحِیْقِ الْمَخْتُوْمِ

جس مومن نے کسی مومن کو بھوک کے وقت کھانا کھلایا۔ اسکو اللہ تعالےٰ جنت کے میوے کھلائے گا۔ اور جس نے کسی مومن کو پیاس کے وقت پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ اس کو سربمہر برتنوں سے خالص شراب پلائے گا۔

اور مسند اور ترمذی میں حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ غُرَفًا یُرٰی ظَاھِرُھَا مِنْ بَاطِنِھَا وَبَاطِنُھَا مِنْ ظَاھِرِھَا قَالُوْا لِمَنْ ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ لِمَنْ اَطْعَمَ الطَّعَامَ وَاَطَابَ الْکَلَامَ وَصَلّٰی بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ۔

جنت میں شیش محل ہوں گے۔ جن کا اندر باہر سے اور باہر اندر سے نظر آسکے گا لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ یہ کن لوگوں کو ملیں گے فرمایا جو کھانا کھلائیں، پاکیزہ باتیں کریں۔ اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو وہ نماز پڑھیں:۔

عبداللہ بن سلام کی اس حدیث میں جسے اہل سنن نے نکالا ہے یہ ہے کہ

انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ میں پہلی مرتبہ تشریف لانے کے وقت سنا کہ فرماتے ہیں:۔

اَیُّھَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَ اَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْاَرْحَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ بِسَلَامٍ	اے لوگو سلام کو پھیلاؤ۔ اور کھانا کھلاؤ صلہ رحمی کرو۔ اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں نماز پڑھو۔ سلامتی کیساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے:۔

عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ حضور سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے فرمایا:۔

اِیْمَانٌ بِاللّٰہِ وَجِھَادٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَحَجٌّ مَبْرُوْرٌ وَاَھْوَنُ مِنْ ذٰلِکَ اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَلِیْنُ الْکَلَامِ	اللہ پر ایمان لانا۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور حج مبرور۔ اور اس سے بھی آسان تر کھانا کھلانا۔ اور نرمی سے باتیں کرنا:۔

اس حدیث کو امام احمدؒ نے نکالا ہے اور ہانی رضؓ بن یزید کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا اے رسول اللہ مجھے ایسا عمل بتائیے جو جنت میں داخل کر دے:۔

تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتُفْشِی السَّلَامَ	یہ کہ تو کھانا کھلائے۔ اور سلام کو پھیلائے

حدیث حذیفہ رضؓ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا:۔

مَنْ خُتِمَ لَہٗ بِاِطْعَامِ مِسْکِیْنٍ دَخَلَ الْجَنَّۃَ	جس شخص کا خاتمہ مسکین کو کھانا کھلانے پر ہوا جنت میں داخل ہو گیا:۔

صحیحین میں عبد اللہ رضؓ بن عمرو کی حدیث ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا

یارسول اللہ اسلام میں کونسی بات بہترین ہے :-

تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتُقْرِئُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَعَلٰی مَنْ لَّمْ تَعْرِفْ	یہ کہ تم کھانا کھلاؤ۔ السلام علیکم کہو آشناؤں کو بھی اور ناآشناؤں کو بھی :-

صہیبؓ کی حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا :-

خَيْرُكُمْ مَنْ أَطْعَمَ الطَّعَامَ ۔ تم میں سے بہترین آدمی وہ ہے ۔ جو کھانا کھلائے ۔

اسے امام احمدؒ نے نکالا ہے :-

معلوم ہوا کہ کھانا کھلانا جنت میں داخل ہونے اور آگ سے بچنے کا موجب ہے ۔ اور دوزخ سے نجات دیتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝ وَمَا أَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝ فَكُّ رَقَبَةٍ ۝ أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ ۝ يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۝ أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۝ پ ۳۰ ع ۱	سو وہ شخص دین کی گھاٹی میں سے ہو کر نہ نکلا اور آپ کو معلوم ہے کہ گھاٹی سے کیا مراد ہے ۔ وہ کسی کی گردن کو غلامی سے چھڑا دینا ہے ۔ یا کھانا کھلانا فاقہ کے دن میں کسی رشتہ دار یتیم کو یا کسی خاک نشین محتاج کو :-

صحیح حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے :-

اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ	کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے کر دوزخ سے بچ جاؤ ۔

"روٹی والے کو یاد کرو"

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اپنے بیٹوں سے کہا کرتے تھے " روٹی والے کو

یاد کرو۔" پھر ذکر فرماتے کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص عبداللہ نام ستر سال کی عمر کا تھا۔ پھر شیطان نے اسے ایک عورت کے حسن کا فریفتہ بنا دیا۔ اور وہ اس عورت کے ساتھ سات دن رہا۔ پھر بھاگ نکلا۔ اور مساکین کے ساتھ بیٹھنے لگا۔ اس کو ایک روٹی صدقہ میں ملی۔ ان مساکین میں سے ایک کو روٹی کی ضرورت تھی۔ عبداللہ نے وہ روٹی اس ضرورت مند کو دیدی پھر مر گیا۔ جب اس کی عبادت کو ان سات دنوں کے ساتھ جو اس نے عورت جمیلہ کے ساتھ بسر کئے تھے وزن کیا گیا تو یہ سات دن عبادت سے بھاری ہو گئے پھر روٹی کو سات دنوں کے ساتھ وزن کیا گیا تو روٹی زیادہ بھاری نکلی۔"

(بھوکے اور ہمسائے کو کھانا کھلانا)

بھوکے اور ہمسائے کو کھانا کھلانے کی خاص تاکید ہے۔ صحیح میں ابوموسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ وَفُكُّوا الْعَانِيَ	بھوکے کو کھانا کھلاؤ۔ بیمار کی عیادت کرو اور تکلیف زدہ کو آزاد کرو۔

صحیح مسلم میں ابوذرؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔

يَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَاَكْثِرْ مَاءَهَا وَتَعَاهَدْ جِيْرَانَكَ	اے ابوذر جب تم شوربا پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ ڈالو۔ اور اپنے ہمسایوں کا خیال رکھو۔

مسند اور صحیح ابن حبان میں عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا:۔

اَيُّمَا عَرْصَةٍ اَصْبَحَ فِيْهِمْ اِمْرُؤٌ	جس علاقے میں کوئی آدمی صبح تک بھوکا رہے

جَآئِعًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُمْ ذِمَّۃُ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ:۔	اس علاقے سے اللہ تعالٰی بری الذمہ ہو گئے:۔

نیز فرمایا صلے اللہ علیہ وسلم:۔

لَا یَشْبَعُ الْمُؤْمِنُ دُوْنَ جَارِہٖ:۔	یہ ہو نہیں سکتا کہ مومن سیر ہو جائے اور اس کا ہمسایہ بھوکا رہے:۔

اور صحیح حاکم میں ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَیْسَ بِالْمُؤْمِنِ الَّذِیْ یَشْبَعُ وَجَارُہٗ جَآئِعٌ	وہ مومن نہیں ہے جو سیر ہو جائے۔ اور اس کا پڑوسی بھوکا رہے

اور ایک روائت میں ہے:۔

مَا اٰمَنَ مَنْ بَاتَ شَبْعَانًا وَجَارُہٗ طَاوِیًا:۔	جو شخص رات کو سیر ہو کر سو گیا اور اس کا پڑوسی بھوکا رہا وہ مومن نہیں:۔

کھانا کھلانے کا بہترین موقع

کھانا کھلانے کی بہترین قسم وہ ہے کہ اپنی ضرورت کے باوجود دوسروں کو دے دیا جائے چنانچہ اللہ تعالٰی نے انصار رضی اللہ عنہم کے وصف میں فرمایا ہے:۔

وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ وَلَوْ کَانَ بِہِمْ خَصَاصَۃٌ پ ۲۸ ع ۴	اور لوگوں کو اپنے سے مقدم رکھتے ہیں خواہ ان پر فاقہ ہی کیوں نہ ہو:۔

صحیح تسلیم ہو چکا ہے کہ اس آیت کا شان نزول یہ ہے:۔

انصار رضی اللہ عنہم میں سے ایک نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاں

سے ایک مہمان بغرض ضیافت لیا۔ حالانکہ ان کے ہاں صرف بچوں کے لئے کھانا موجود تھا۔ انہوں نے اور ان کی بیوی نے باہم مل کر یہ تدبیر کی کہ بچوں کو سُلا دیا۔ اور چراغ کو درست کرنیکے بہانے سے اٹھے اور اسے بجھا دیا۔ پھر مہمان کو یہ دکھانیکے لئے کہ وہ اس کے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں اسکے پاس بیٹھ گئے۔ حالانکہ کھایا نہ تھا۔ جب میزبان موصوف صبح کے وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؐ نے فرمایا:۔

عَجِبَ اللّٰہُ مِنْ صَنِیْعِکُمُ اللَّیْلَۃَ	اللہ تعالےٰ کو آج رات کی تمہاری سازش پسند آئی ہے:۔

اور متذکرہ بالا آیت نازل ہوئی:۔

بہت سے سلف صالحین کی یہ عادت تھی کہ وہ خود روزہ دار ہوتے تھے۔ لیکن افطار کے وقت جو کچھ ان کے پاس ہوتا وہ دوسروں کو دے دیتے اور خود صبح تک روزے میں رہتے تھے۔ ایسے لوگوں میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، داؤد طائی، عبدالعزیز بن سلیمان، مالک بن دینار، احمدؒ بن حنبل وغیرہ ہیں۔ ابن عمر صرف یتیموں اور مسکینوں کے پاس بیٹھ کر روزہ افطار فرماتے تھے۔ بسا اوقات معلوم ہوتا کہ ان کے کنبہ والوں نے مساکین و یتامیٰ کو ان کی مجلس سے لوٹا دیا ہے تو اس رات وہ روزہ افطار نہ فرماتے تھے:۔

اہل ایثار کی بعض قابل تقلید عادات

بعض سلف کی یہ عادت تھی کہ وہ مہمان کی معیت کے بغیر کھاتے ہی نہ تھے

بنی عدی کے بعض آدمی اس مسجد میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ ان میں سے کسی نے کبھی افطار کے وقت اکیلے کھانا نہیں کھایا۔ اگر کوئی ساتھی ملجاتا تو کھالیتے ورنہ کھانا مسجد میں لے آتے پھر وہ لوگوں کے ساتھ اور لوگ ان کیساتھ کھاتے ان میں سے بعض خود روزہ دار ہوتے اور بھائیوں کو کھانا کھلایا کرتے۔ اور ان کی خدمت وراحت رسانی کے لئے بیٹھے رہتے تھے۔ ان لوگوں کی فہرست میں حسنؒ اور ابن مبارکؒ کا نام نمایاں ہے۔ ابن مبارکؒ کو بسا اوقات کسی کھانے کی خواہش ہوتی تھی لیکن وہ اسے اسوقت تیار نہ کرتے جب تک کہ کوئی مہمان انکے پاس نہ آجاتا۔ اگر مہمان آجاتا۔ تو اسکے ساتھ مل کر اس چیز کو کھاتے تھے۔ بہت سے سلف صالحین مساکین پر خیرات کرنیسے بھائیوں کو کھانا کھلانے کو افضل سمجھتے تھے۔ اور یہ معنی انسؓ کی حدیث سے بہ اسناد ضعیف مرفوعاً مروی ہے اور خصوصاً اگر بھائیوں کو اسطرح کا کھانا نہ ملتا ہو تو ان میں سے بعض گرانقدر کھانے تیار کرتے اور اپنے محتاج بھائیوں کو کھلا دیتے اور کہتے کہ:۔ "ان کو یہ نہیں ملتے" اور بعض اپنے لئے کھانا بناتے لیکن خود نہ کھاتے اور کہتے تھے کہ مجھے اس کی اشتہا نہیں ہے میں نے یہ آپ ہی کیلئے بنایا ہے۔ بعض سلف مٹھائی بنا کر دیوانہ کو کھلا دیتے ان کے کنبہ والے ان سے کہتے کہ وہ تو سمجھتا ہی نہیں کہ میں کیا کھا رہا ہوں تو فرماتے:۔ "لیکن اللہ تو جانتا ہے"۔

ربیع بن خثیم کو حلوے کی خواہش ہوئی۔ جب ان کے لئے حلوہ تیار کیا گیا تو فقیروں کو بلا کر کھلا دیا۔ گھر والوں نے کہا کہ آپ نے ہم سے مشقت بھی کرائی اور حلوا بھی نہ کھایا، فرمایا:۔ "میں نے نہیں کھایا تو اور کس نے کھایا ہے"؟ ایک اور

بزرگ کے ساتھ ایسا ہی واقعہ ہوا تو فرمایا:- "اگر میں اسے کھا لیتا تو یہ کھیتوں میں چلا جاتا۔ اور جب میں نے یہ دوسروں کو کھلا دیا ہے تو یہ اللہ کے پاس جمع ہو گیا ہے:-

علیؓ سے روایت ہے فرمایا:-

لَاَنْ اَجْمَعَ اُنَاسًا مِّنْ اِخْوَانِیْ عَلٰی صَاعٍ مِّنْ طَعَامٍ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَدْخُلَ سُوْقَکُمْ ھٰذِہٖ فَاَبْتَاعَ نَسَمَۃً فَاُعْتِقَھَا:-	اگر میں ایک صاع طعام پر اپنے بھائیوں کی ایک ٹولی اکٹھی کر دوں تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں آپ کے اس بازار میں داخل ہو جاؤں اور غلاموں کو خرید خرید کر آزاد کرتا جاؤں:-

ابو جعفر محمد بن علیؓ سے مروی ہے کہ فرمایا: "اگر میں دس دوستوں کو مدعو کر کے ان کو ایسا کھانا کھلاؤں جیسے وہ پسند کرتے ہوں تو وہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ بنی اسمٰعیل کے دس غلام آزاد کراؤں"

خوابیدہ قوم

کیا میں ایثار کی تعریف ان لوگوں کے سامنے کروں جو واجب حقوق کے اوا کرنے میں بھی بخل کرتے ہیں؟ کیا میں بزدل کے سینے سے بہادری کی جستجو کروں؟ کیا میں اس شخص کو پہلی رات کا چاند دکھاؤں جو کہ اندھا ہے؟ ایک وہ لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

فَلَمَّآ اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ	جب اللہ تعالیٰ ان کو مال دیتا ہے تو وہ اس کے

بَخِلُوْا بِهٖ	ذریعہ بخل کرتے ہیں:۔

اور ایک وہ لوگ ہیں جن کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی:۔

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؁ ۴	اور لوگوں کو اپنے سے مقدم رکھتے ہیں خواہ ان پر فاقہ ہی کیوں نہ ہو:۔

ع۔ ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا!

ہم میں اور ان بزرگوں میں اتنا فرق ہے جو نیند اور بیداری میں ہے:۔

لَا تَعْرِضَنَّ لِذِكْرِنَا فِيْ ذِكْرِهِمْ لَيْسَ الصَّحِيْحُ اِذَا مَشٰى كَالْمُقْعَدِ	ان (بزرگوں) کے ذکر کے وقت تم ہمارے ذکر کو نہ چھیڑو کیونکہ تندرست اور چلنے پھرنے والا آدمی کسی صورت اپاہج کی مانند نہیں ہوتا۔

اے نیک اعمال کے بغیر بلندی درجات کا طمع رکھنے والو آگاہ رہو کہ تم منزل مقصود سے بہت دور ہو!

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؁ ۴	کیا برائیاں کمانے والے اس خیال میں ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں کی طرح بنا دیں گے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام کئے؟۔

۵

نَزَلُوْا بِمَكَّةَ فِيْ قَبَائِلِ نَوْفَلٍ وَنَزَلْتُ بِالْبَيْدَاءِ اَبْعَدَ مَنْزِلٍ	وہ لوگ تو قبائل نوفل میں شہر مکہ میں مقیم ہوئے اور میں ایک دور دراز منزل میں جو کہ جنگل میں تھی فروکش ہوا:۔

فصل ثالث

درجات کی ایک قسم گفتگو کی نرمی ہے۔ اور ایک روایت سلام کو پھیلانا ہے۔ اور یہ گفتگو کی نرمی میں داخل ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے:۔

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا پ ۱۰	لوگوں سے بات خوش خلقی کی کہو:۔

اور فرمایا:۔

وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ	آپ میرے بندوں سے کہہ دیجئے کہ ایسی بات کہا کریں جو بہتر ہو:۔

اور فرمایا:۔

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ○ وَمَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَمَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ○ پ ۲۴ ۱۹	آپ نیک برتاؤ سے مقابلہ کیجئے پھر یکایک وہ شخص جس کے اور آپ کے درمیان عداوت تھی ایسا ہو جائے گا۔ جیسا کوئی دلی دوست ہوتا ہے۔ اور یہ بات انہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے مستقل ہوں۔ اور یہ بات اسی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے نصیب والا ہو

اور فرمایا:۔

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ پ ۱۴ ۲۲	اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بحث کیجئے۔

اور فرمایا:۔

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ	اور تم اہل کتاب کے ساتھ بجز مہذب طریقہ کے بحث

اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ پ ۲۱ ۱	ست کرو۔ ہاں جو ان میں بھی زیادتی کریں۔ (ان کا جواب ترکی بہ ترکی دیا جائے تو مضائقہ نہیں)۔

حج مبرور

جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "حج مبرور کی جزا صرف جنت ہے" تو حضور سے عرض کیا گیا کہ اے رسول اللہ "حج مبرور کیا ہوتا ہے؟" فرمایا:۔

اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَلِیْنُ الْکَلَامِ	کھانا کھلانا اور نرمی سے بات کرنا:

اس حدیث کو امام احمد نے نکالا ہے اور اِطْعَامُ الطَّعَامِ کے ذکر میں پاکیزہ کلامی کے متعلق اور احادیث بھی گزر چکی ہیں:۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث مروی ہے:۔

وَالْکَلِمَۃُ الطَّیِّبَۃُ صَدَقَۃٌ	پاکیزہ بات صدقہ ہے:۔

اور یہ بھی صحیح حدیث میں ہے:۔

اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَبِکَلِمَۃٍ طَیِّبَۃٍ	آگ سے بچو خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے ہی کے ذریعہ ہی بچو۔ جس کے پاس یہ نہ ہو تو اچھی بات ہی کہہ دے:۔

السلام علیکم

رہا یہ مسئلہ کہ سلام کے پھیلانے سے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ سو صحیح مسلم

میں ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْہُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ فِیْمَا بَیْنَکُمْ	قسم ہے اس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے اسوقت تک جنت میں داخل نہ ہوسکوگے جب تک مومن نہ بن جاؤ۔ اور مومن نہ بن سکوگے جب تک باہم محبت نہ کرو۔ کیا میں آپ لوگوں کو ایسی چیز نہ بتاؤں جس کے کرنے سے تم میں باہم محبت پیدا ہو جائے۔ ایک دوسرے میں سلام کو پھیلاؤ۔

ابوداؤد نے ابوامامہؓ کی حدیث نکالی ہے جس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا:۔

اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاللّٰہِ تَعَالٰی مَنْ بَدَأَھُمْ بِالسَّلَامِ	تمام لوگوں سے زیادہ وہ آدمی خدا کو پیارا ہے جو سلام کہنے میں ابتدا کرے۔

ابن مسعودؓ کی حدیث سے مرفوعاً وموقوفاً مروی ہے:۔

اِذَا مَرَّ الرَّجُلُ بِالْقَوْمِ فَسَلَّمَ عَلَیْھِمْ فَرَدُّوْا عَلَیْہِ کَانَ لَہٗ عَلَیْھِمْ فَضْلُ دَرَجَۃٍ لِاَنَّہٗ ذَکَّرَھُمْ بِالسَّلَامِ وَاِنْ لَّمْ یَرُدُّوْا عَلَیْہِ رَدَّ عَلَیْہِ مَلَأٌ خَیْرٌ مِّنْھُمْ وَاَطْیَبُ:۔	جب کوئی آدمی لوگوں کے پاس سے گزرے اور انکو سلام کہے۔ پھر وہ جواب دیں۔ تو اس آدمی کو ان لوگوں پر ایک درجہ کی فضیلت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس نے انکو سلام یاد دلایا۔ اور اگر وہ جواب نہ دیں تو اس کو وہ جماعت جواب دیتی ہے جو ان سے بہتر و پاکیزہ تر ہے:۔

عمران بن حصین وغیرہ کی حدیث سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آیا اور کہا۔ "السلام علیکم" نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "دس" پھر دوسرا آیا اور کہا "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "بیس[2]" پھر اور آیا اور کہا۔ "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "تیس[3]" اس حدیث کو ترمذی وغیرہ نے نکالا ہے۔ اور ابو داؤد نے اس حدیث کو نکالا اور یہ زیادت کی۔ "پھر اور آیا اور کہا" "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ" نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "چالیس" پھر فرمایا:-

هٰكَذَا تَكُوْنُ الْفَضَائِلُ	فضائل اس طرح حاصل ہوتے ہیں:-

آشنائی کا سلام

پہلے حدیث میں بیان ہو چکا ہے کہ آشنا اور ناآشنا سب کو السلام علیکم کہو۔ ابن مسعودؓ کی حدیث میں مرفوعاً مروی ہے:-

مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ السَّلَامُ بِالْمَعْرِفَةِ	سلام کو آشنائی پر موقوف کر دینا قیامت کی علامات سے ہے:-

اسے امام احمدؒ نے نکالا ہے:-

طعام وکلام

روٹی کھلانے اور نرم باتیں کرنے کو اسی لئے جمع کیا گیا ہے تاکہ اس سے لوگوں کے

ساتھ قول اور فعل کے ذریعہ احسان کی تکمیل ہو جائے۔ روٹی کھلانے سے جو احسان کیا جاتا ہے وہ نرمی گفتار اور افشاء سلام کے سوا مکمل نہیں ہو سکتا۔ اگر دل آزار بات کہہ دی جائے تو وہ احسان بھی باطل ہو جاتا ہے۔ جو کھانا کھلانے اور دیگر عملی ذرائع سے کیا جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰىۙ پ۳	اے ایمان والو تم احسان جتلا کر یا ایذا پہنچا کر اپنی خیرات برباد مت کرو۔

بسا اوقات لوگ اس سلوک کو کہ ان کے ساتھ اچھی بات کی جائے اس کی بہ نسبت زیادہ پسند کرتے ہیں کہ ان کو کھانا کھلایا جائے اور مال دیکر احسان کیا جائے چنانچہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا:۔

یَا بُنَیَّ لِاَنْ تَكُنْ كَلِمَتُكَ طَيِّبَةً وَّ وَجْهُكَ مُنْبَسِطًا تَكُنْ اَحَبَّ اِلَى النَّاسِ مِمَّنْ يُّعْطِيهِمُ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ	اے میرے پیارے بیٹے اگر تیری بات اچھی ہو اور تیرے چہرے پر انبساط ہو تو لوگ تجھے اس آدمی سے زیادہ پیارا سمجھیں گے جو کہ انکو سونا اور چاندی دیتا ہے

نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی بات میں نرمی فرماتے تھے حتےٰ کہ اس آدمی کیساتھ بھی جو کسی شرارت کیساتھ آپ کے سامنے آتا تھا۔ اس حسن سلوک سے اس آدمی کی شرارت زائل ہو جاتی تھی۔ اور حضور علیہ السلام کسی سے رُو در رُو ایسی بات نہیں فرماتے تھے جو اسکو ناگوار گزرے حضور فحش گو نہیں تھے نہ تکلف اور نہ بے تکلف پ۔

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

اُبُنَيَّ اِنَّ الْبِرَّ شَيْءٌ هَيِّنٌ وَجْهٌ طَلِيْقٌ وَكَلَامٌ لَيِّنٌ	اے میرے بیٹے نیکی آسان چیز ہے خندہ پیشانی رہو اور بات نرم کرو

اور بعض حکما سے حسب ذیل نصائح منقول ہیں:-

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِعُرْفٍ كَمَا اُمِرْتَ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ وَلِنْ فِي الْكَلَامِ لِكُلِّ الْاَنَامِ فَمُسْتَحْسَنٌ مِنْ ذَوِي الْجَاهِ لِيْنٌ-	عفو اختیار کرو۔ اچھی باتوں کا حکم کرو جیسا کہ تمہیں حکم دیا گیا ہے - اور جاہلوں سے درگذر رہو. تمام لوگوں کے ساتھ نرم گفتگو کرو - کیونکہ بلند مرتبہ آدمی سے نرمی بھلی معلوم ہوتی ہے -

اللہ عزوجل نے اپنے کلام مجید میں اہل جنت کی یہ توصیف فرمائی ہے کہ وہ ایذا کی برداشت اور بذل مال سے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

وَسَارِعُوْا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۞ سورۃ ۵	اور دوڑو مغفرت کی طرف جو تمہارے پروردگار کی طرف سے ہو - اور طرف جنت کی جسکی وسعت آسمانوں اور زمینوں کے برابر ہے - وہ تیار کیگئی ہے خدا سے ڈرنیوالوں کیلئے - ایسے لوگ ہیں جو خرچ کرتے ہیں فراخت میں اور تنگی میں - اور غصے کے ضبط کرنیوالے - اور لوگوں سے درگذر کرنیوالے - اور اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں کو محبوب رکھتا ہے :-

راحت اور تکلیف میں خرچ کرنے کا اقتضا یہ ہے کہ کثیر و قلیل مال کیساتھ غایت درجے کا احسان کیا جائے - اور غصے کو پی جائے اور لوگوں سے درگذر کرنے

کا یہ مطلب ہے کہ قول فعل کی برائی کا جواب نہ دیا جائے۔ نرمی سے باتیں کی جائیں۔ بدزبانی اور تیز کلامی سے خواہ وہ مباح ہی کیوں نہ ہو پرہیز کیا جائے۔ اور یہ انتہائی درجہ کا احسان ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ پ ۴	اللہ تعالیٰ احسان کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے۔

بعض صلحائے کسی نے پوچھا کہ حُسن خلق کی تعریف کیا ہے تو جواب دیا کہ:۔

بَذْلُ النَّدٰی وَكَفُّ الْاَذٰی	سخاوت کرنا اور ایذا سے باز رہنا۔

اور جو وصف قرآن میں مذکور ہے وہ اس سے زیادہ کامل ہے۔ کیونکہ قرآن کریم نے ان کی تعریف سخاوت کرنے اور ایذا کو برداشت کرنیسے کی ہے حُسن خلق سے بندہ مجتہدین فی العبادت کے درجوں کو پہنچ جاتا ہے۔ جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

اِنَّ الرَّجُلَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهٖ دَرَجَةَ الصَّآئِمِ النَّهَارِ الْقَآئِمِ اللَّيْلِ :۔	انسان کو خوش اخلاقی سے اس شخص کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔ جو دن بھر روزہ رکھے اور رات بھر نماز پڑھتا رہے۔

بعض سلف صالحین میں سے ایک بزرگ کو خواب میں دیکھا گیا۔ انکے کسی نیکوکار دوست کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا وہ اپنے حُسن خلق کی وجہ سے جنت میں بلند مرتبے پر فائز ہے

مبلغ حق کے اوصاف و شرائط

اچھی باتوں کا حکم دینے اور بری باتوں سے منع کرنے میں بھی نرمی سے بات

کرنا موجب ثواب ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کفار کے حق میں فرمایا:۔

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ	ان سے احسن طریق پر جھگڑا کرو:۔

بعض سلف کا قول ہے کہ: یہ کبھی نہ ہوگا کہ تم کسی پر غصہ کرو۔ اور وہ تمہاری بات قبول کرلے۔ ابن مسعودؓ کے اصحاب جب کسی قوم کو دیکھتے کہ وہ مکروہ کام کر رہے ہیں۔ توان سے کہتے:۔

مَهْلًا مَهْلًا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكُمْ	ٹھیرو ٹھیرو اللہ تم میں برکت فرمائیں:۔

ایک تابعی نے ایک مرد کو کسی عورت کے ساتھ کھڑا ہوا دیکھا تو ان دونوں سے فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰهَ يَرَاكُمَا سَتَرَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمَا:۔	اللہ تعالیٰ تم دونوں کو دیکھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری اور تم دونوں کی پردہ پوشی فرمائیں:۔

امام حسن بصریؒ ایک دعوت کی طرف بلائے گئے۔ چاندی کے برتن لائے گئے جن میں کوئی میٹھی چیز تھی۔ آپ نے وہ چیز لے لی۔ اُسے روٹی پر پلٹ کر اس میں سے کچھ کھایا۔ کسی حاضر مجلس نے سکون کیساتھ کہا کہ یہ منع ہے:۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز میں کھیل رہا تھا آپنے اسکو تنبیہ فرمائی تو اس شخص نے آپ سے کہا: "اے شخص جو شخص اللہ کے سامنے کھڑا ہوا سے چاہیئے کہ ذلیل ہو کر پیش ہو اس پر حضرت فضیل رو پڑے اور فرمایا تم نے سچ کہا:۔

شعیب بن حرب کا بیان ہے کہ:۔ بسا اوقات سفیان ثوری کسی جماعت کے پاس سے گزرتے جو شطرنج کھیل رہی ہوتی تو فرماتے یہ لوگ کیا کر رہے ہیں

اُولٰٓئِکَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝ | کے واسطے نیک انجام ہے۔

بعض سلف کا قول ہے کہ ایک شخص دوسرے کو گالی دے اور جسے گالی دی جائے وہ کہے کہ اگر تم سچے ہو تو اللہ تعالیٰ مجھے بخشیں۔ اور اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائیں۔ سالمؒ بن عبداللہؓ بن عمرؓ کی سواری سے کسی سفر کے دوران میں کسی شخص کو تکلیف ہوئی تو اس نے کہا تم تو بڑے آدمی ہو تو انہوں نے جواب دیا میرا خیال ہے کہ تم نے غلط بات نہیں کی۔

چند ایمان افروز کہانیاں

ایک عورت نے مالک بن دینار سے کہا اے ریاکار! فرمایا تجھے میرا نام کب معلوم ہوا۔ تیرے سوا اہل بصرہ میں سے کسی کو یہ معلوم نہیں۔ ایک بزرگ اخروٹ کھیلنے والے لڑکوں کے پاس سے گزرے کسی اخروٹ پر پاؤں آگیا۔ اور وہ اتفاقاً ٹوٹ گیا۔ تو لڑکے نے ان سے کہا اے بوڑھے دوزخی! اس پر بزرگ بیٹھ کر رونے لگے اور یہ کہتے تھے کہ اس بچے کے سوا مجھے اور کسی نے نہیں پہچانا۔ ایک بزرگ اپنے دوستوں کے ہمراہ ایک راستے سے گزر رہے تھے کسی نے ان پر راکھ پھینک دی۔ بزرگ نے اپنے دوستوں سے کہا جو شخص آگ کا مستحق تھا اس سے لوگوں نے راکھ پر مصالحت کر لی ہے۔ اور میں نفع میں رہوں۔ ایک سپاہی نے ابراہیم بن ادہم کو شہر کے باہر دیکھا۔ اور ان سے پوچھا کہ آبادی کس طرف ہے۔ انہوں نے قبرستان کی طرف اشارہ کیا سپاہی نے انہیں سر پر تھپڑ مارا اور چلا گیا کسی نے اس سے کہا کہ جنکو تم نے مارا ہے وہ

ابراہیمؒ بن ادہم ہیں۔ چنانچہ وہ واپس آیا اور معافی مانگنے لگا۔ ابراہیمؒ نے فرمایا کہ جس سر کو تمہاری معذرت کی ضرورت ہے اُسے میں بلخ میں چھوڑ آیا ہوں۔ ایک مرتبہ یہی ابراہیمؒ کسی اور شخص کے باغ کا اجرت پر پہرہ دے رہے تھے۔ کہ ایک سپاہی انکے پاس سے گزرا اور کہا کہ مجھے کچھ دو، انہوں نے نہ دیا۔ اور فرمایا کہ باغ کے مالکوں نے اس بارے میں مجھے اجازت نہیں دی۔ سپاہی نے انکے سر پر تھپڑ مارا۔ اسؒ وہ سر ہلا ہلا کر کہنے لگے کہ اس سر کو مار اس نے بہت مرتبہ خدا کی نافرمانی کی ہے:۔

مِنْ اَجْلِكَ قَدْ جَعَلْتُ خَدِّيْ اَرْضًا لِلشَّامِتِ وَالْحَسُوْدِ حَتّٰى تَرْضٰى

میں نے تمہاری خاطر اپنے رخسار کو زمین بنا دیا ہے تاکہ ہر دشمن اور حاسد اسے پامال کرے حتٰے کہ تم راضی ہوجاؤ۔

شب بیداری

درجات کی تیسری شق رات کو ایسے وقت نماز پڑھنا ہے جب لوگ سو رہے ہوں۔ رات کو نماز پڑھنے سے جنت واجب ہوجاتی ہے۔ چنانچہ ایک سے زیادہ حدیث میں ذکر آچکا ہے۔ اور اللہ عزوجل کا ارشاد بھی اس حقیقت پر دال ہے:۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ

بے شک متقی لوگ بہشتوں میں اور چشموں میں ہونگے ان کے رب نے انکو جو ثواب دیا ہوگا۔ وہ اس کو لے رہے ہوں گے۔ کیوں نہ ہو وہ

كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝ پ۲۶ ۱۸	لوگ اس سے قبل نیکو کار تھے۔ رات کو تھوڑا سا سوتے تھے اور اخیر شب میں استغفار کیا کرتے تھے۔ اور انکے مال میں سوالی اور غیر سوالی کا حق تھا۔

سو اہل درجات کے اوصاف یہ بیان فرمائے ہیں کہ وہ رات کو جاگتے ہیں۔ سحر کے وقت استغفار کرتے ہیں۔ اور اپنے مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

ایک بزرگ سوئے ہے تھے۔ خواب میں ان کے پاس کسی شخص نے آکر کہا: اٹھو نماز پڑھو کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ جنت کی کنجیاں رات والوں کے پاس ہوتی ہیں اور وہی اس کے مہتمم ہیں۔ اور رات کی نماز سے جنت میں درجات بلند ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:۔

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا پ۱۵ ۹	اور کسی قدر رات کے حصہ میں سو اس میں تہجد پڑھا کیجئے جو کہ آپکے لئے زاید چیز ہے۔ امید ہے کہ آپ کا رب آپکو مقام محمود میں جگہ دے گا۔

سو رات کے وقت تہجد میں قرآن پڑھنے کی جزا یہ قرار دی کہ وہ حضور کو مقام محمود میں پہنچائیں گے جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے درجات میں سب سے زیادہ بلند ہے عون بن عبداللہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ قوموں کو جنت میں داخل فرمائے گا اور ان پر اس قدر بخشش فرمائے گا کہ وہ سیر ہو جائیں گے۔ انکے اوپر کے درجہ میں کچھ لوگ ہونگے جب وہ ان کی طرف دیکھیں گے تو وہ انکو پہچان لیں گے۔ اور کہینگے اے ہمارے رب یہ ہمارے بھائی ہیں۔ ہم انکے

ساتھ تھے آپنے انکو کس وجہ سے ہم پر فضیلت دی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائینگے وہ جب وہ بھوکے رہتے تھے تو تم سیر ہوکر کھاتے تھے۔ جب تم خوب پانی پیتے تھے تو وہ پیاسے رہتے تھے۔ جب تم سوتے رہتے تھے تو وہ نماز پڑھتے تھے۔ جب تم آنکھیں بند کئے رہتے تھے تو وہ ٹکٹکی باندھے رہتے تھے۔ اس عمل سے جنت کی وہ نعمتیں بھی واجب ہو جاتی ہیں جنکو دنیا کے بندے مطلع نہیں ہو سکتے چنانچہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے:۔

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

انکے پہلو خوابگاہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں اس طور پر کہ وہ لوگ اپنے رب کو امید سے اور خوف سے پکارتے ہیں اور ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں۔ سو کسی شخص کو خبر نہیں جو جو آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں کیلئے خزانہ غیب میں موجود ہے۔ یہ انکو ان کے اعمال کا صلہ ملا ہے:۔

باب ۱۵ (۲۱)

صحیح حدیث میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

اَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ اِقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ

میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے وہ وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ اور نہ کسی آدمی کے دل میں ان کا خیال گزرا ہے۔ چاہو تو یہ آیت پڑھ لو:۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝

سو کسی شخص کو خبر نہیں جو جو آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں کے لئے خزانہ غیب میں موجود ہے۔ یہ ان کو ان کے اعمال کا صلہ ملا ہے:۔

جنت کی حوریں!

رات کو تہجد پڑھنے والوں کو جنت میں حوریں بہ کثرت ملیں گی۔ کیونکہ تہجد پڑھنے والا رات کی نیند اور بیویوں کی صحبت کی لذت کو ترک کر کے اللہ عزوجل کی خوشنودی طلب کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو اس کا بہتر معاوضہ دیتا ہے اور وہ جنت کی حوریں ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ دیر تک تہجد پڑھتے رہنا جنت کی حوروں کے مہر ہیں۔ ایک بزرگ رات بھر جاگتے رہتے اور نماز پڑھا کرتے تھے اس اثناء میں نیند آ گئی۔ ہاتف نے آواز دی کہ تم تو ہمیشہ حوروں سے منگنی کے عادی تھے اب کس وجہ سے رک گئے ہو؟ کہا اس کا مطلب کیا ہے! کہا کہ تم رات کو تہجد پڑھا کرتے تھے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جب کوئی شخص تہجد کیلئے اٹھتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ منگنی کرنے والا اپنی منگنی کے لئے اٹھا ہے۔

ایک اور بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ ایک عورت دیکھی جو دنیا کی عورتوں کی مشابہ نہ تھی۔ پوچھا تو کون ہے؟ تو کہنے لگی کہ میں خدا کی لونڈی حور ہوں۔ کہا مجھ سے نکاح کر لے۔ حور نے جواب دیا کہ میرے آقا سے مجھے

مانگو اور مہر لاؤ۔ کہا تیرا مہر کیا ہے؟ کہا "طول تہجد" ایک تہجد پڑھنے والے نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک حور یہ شعر پڑھ رہی ہے:-

أَتَخْطُبُ مِثْلِي وَعَنِّي تَنَامُ (۱) وَنَوْمُ الْمُحِبِّيْنَ عَنَّا حَرَامُ

لِأَنَّا خُلِقْنَا لِكُلِّ امْرِئٍ (۲) كَثِيْرِ الصَّلٰوةِ بَرَاهُ الْقِيَامُ

(۱) کیا تم مجھ ایسی کی منگنی کرتے ہو اور مجھ سے غافل ہو کر سو رہے ہو۔ حالانکہ محبت کرنے والوں کا ہم سے غافل ہو کر سونا حرام ہے۔

(۲) کیونکہ ہم ہر اس آدمی کے لئے پیدا کی گئی ہیں جو زیادہ نماز پڑھے اور جسے روزوں نے دبلا کر دیا ہو۔

سلف میں سے ایک بزرگ رات کو ورد پڑھا کرتے تھے ایک رات وہ سو گئے۔ خواب میں ایک لڑکی دیکھی جس کا چہرہ گویا چاند تھا۔ اس کے پاس ایک چٹھی تھی بزرگ نے اس چٹھی کو کھول کر پڑھا جس میں یہ شعر لکھے تھے۔

أَتَلْهُوْا بِالْكَرٰى عَنْ طِيْبِ عَيْشٍ
مَعَ الْخَيْرٰتِ فِيْ غُرَفِ الْجِنَانِ
تَعِيْشُ مُخَلَّدًا لَا مَوْتَ فِيْهِ
وَتَنْعَمُ فِي الْجِنَانِ مَعَ الْحِسَانِ
تَيَقَّظْ مِنْ مَنَامِكَ إِنَّ خَيْرًا
مِنَ النَّوْمِ التَّهَجُّدُ بِالْقُرْاٰنِ

کیا تم نیند میں مشغول ہو اور اس اچھی زندگی سے غافل ہو جو نیک بیبیوں کے ساتھ جنت کے بالاخانوں میں بسر ہونگی۔ وہاں تم ہمیشہ رہو گے موت نہ ہو گی جنت میں خوبصورت عورتوں کے ساتھ مزے سے زندگی بسر کرو گے۔ اپنی نیند سے بیدار ہو جاؤ۔ تہجد میں قرآن پڑھنا نیند سے بہتر ہے۔

پھر وہ بزرگ بیدار ہوئے۔ فرمایا اللہ کی قسم جب کبھی مجھے وہ یاد آتی ہے تو

مجھ سے نیند کافور ہو جاتی ہے۔

ایک صالح آدمی ورد پڑھا کرتے تھے، ایک مرتبہ سو گئے تو خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی ان کے سامنے کھڑا غمگین آواز سے یہ کہہ رہا ہے:۔

تَيَقَّظْ لِسَاعَاتٍ مِّنَ اللَّيْلِ يَا فَتٰے	اے جوان!
لَعَلَّكَ تَحْظٰى فِي الْجِنَانِ بِحُوْرِهَا	رات کی چند گھڑیاں بیدار رہو۔ تاکہ تم جنت میں
فَتَنْعِمُ فِيْ دَارٍ يَدُوْمُ نَعِيْمُهَا	حوروں سے لطف اندوز ہو سکو۔ اس گھر میں
مُحَمَّدٌ نَبِيُّهَا وَالْخَلِيْلُ يَزُوْرُهَا	نعمتیں حاصل کرو جس کی نعمتیں دائمی ہیں جس
فَقُمْ فَتَيَقَّظْ سَاعَةً بَعْدَ سَاعَةٍ	میں محمدؐ بھی ہوں گے اور خلیلؑ بھی۔ اٹھو اور
عَسَاكَ تُوَفِّيْ مَا بَقِيَ مِنْ مُهُوْرِهَا	ساعت بہ ساعت جاگو۔ ممکن ہے تم حوروں کے
	بقیہ مہر پورے کر سکو

ساٹھ سال کا گریہ

سلف صالحین میں سے ایک بڑے عبادت گزار تھے۔ ساٹھ سال تک اللہ عزوجل کی محبت میں روتے رہے۔ خواب میں دیکھا کہ وہ ایک ایسی نہر کے کنارے پر کھڑے ہیں جس میں کستوری بہہ رہی ہے۔ اس کے دونوں طرف موتیوں کے درخت اور سنہری شاخوں والے پودے ہیں اور خوبصورت لڑکیاں ایک آواز سے یہ کہہ رہی ہیں:۔

سُبْحَانَ الْمُسَبَّحِ بِكُلِّ لِسَانٍ سُبْحَانَهٗ	پاک ہے وہ ذات جس کی ہر زبان پر تسبیح جاری
سُبْحَانَ الْمُوَحَّدِ بِكُلِّ مَكَانٍ سُبْحَانَهٗ	ہے پاک ہے وہ ذات یکتا جس کی ہر مکان پر پاکی

سُبْحَانَ اللّٰہِ اِنَّہٗ کُلُّ الْاَزْمَانِ سُبْحَانَہٗ

بیان ہو رہی ہے۔ پاک ہے وہ جس کی تسبیح ہر وقت جاری ہے۔

بزرگ نے ان سے کہا یہ بات تم کیا کر رہی ہو تو انہوں نے کہا۔

بِرَبِّنَا اِلٰہُ النَّاسِ رَبُّ مُحَمَّدٍ لِقَوْمٍ عَلَی الْاَقْدَامِ بِاللَّیْلِ قُوَّمِ یُنَاجُوْنَ رَبَّ الْعَالَمِیْنَ اِلٰھَھُمْ وَتَسْرِیْ ھُمُوْمُ الْقَوْمِ وَالنَّاسُ نُوَّمِ

لوگوں کے معبود، محمدؐ کے پروردگار نے ہمیں ایسے لوگوں کے لئے پیدا کیا ہے جو رات بھر اپنے پاؤں پر کھڑے پروردگار عالم اپنے معبود سے مناجات کرتے رہتے ہیں۔ نیک لوگ رات کو اپنے غم و اندوہ بیان کرتے ہیں، حالانکہ اور لوگ محو خواب ہوتے ہیں۔

بزرگ نے کہا واہ! واہ! وہ کون لوگ ہیں جن کی آنکھوں کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری وید سے ٹھنڈا کیا ہے؟ لڑکیوں نے کہا "کیا آپ انکو نہیں پہچانتے؟ کہا نہیں۔ انہوں نے کہا:۔ ہاں وہی تہجد گذار، قرآن پڑھنے والے اور راتوں جاگنے والے لوگ"

ایک نیک آدمی اکثر اوقات تہجد پڑھتے ہوئے سو جاتے تھے تو حور آ کر ان کو نیند سے جگاتی تھی۔ روایت ہے کہ سلیمان دارانی نے کہا: میں ایک رات نماز میں سو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک حور مجھے جگا رہی ہے اور کہہ رہی ہے۔ "اے ابو سلمان! کیا تم سو رہے ہو۔ حالانکہ میں تمہارے لئے مدت دراز سے پردے میں بیٹھی پرورش پا رہی ہوں۔ انہی کے متعلق روایت ہے کہ ایک رات وہ سجدے میں سو گئے بیان کرتے ہیں کہ مجھے اسی حور نے پاؤں سے ٹھوکر لگائی

اللہ کہا: میرے دوست کیا تمہاری آنکھیں سو رہی ہیں حالانکہ فرشتے بیدار ہیں اور تہجد پڑھنے والوں کو دیکھ رہے ہیں۔ افسوس ہے اس آنکھ پر جو نیند کی لذت کو خدا کی مناجات پر ترجیح دے۔ اٹھو! فرصت قریب ہی، دوست دوستوں سے ملیں گے۔ اے میرے دوست! اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! یہ نیند کیسی ہے؟ کیا تمہاری آنکھیں سو رہی ہیں اور میں تمہارے لئے پردوں میں بیٹھی مدت دراز سے تربیت پا رہی ہوں" وہ بزرگ چونک اٹھے اور حور کی ڈانٹ ڈپٹ کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہو گئے۔ وہ بزرگ کہتے ہیں کہ "اس حور کی باتوں کی حلاوت ابھی تک میرے کانوں اور دل میں محسوس ہو رہی ہے۔" ابو سلیمان کہا کرتے تھے: "رات کو تہجد پڑھنے والے اپنی شب بیداری میں وہ لذت محسوس کرتے ہیں جو لہو ولعب والوں کو نصیب نہیں ہوتی۔ اگر رات کی بیداری نہ ہوتی تو مجھے دنیا میں رہنا محبوب نہ ہوتا۔ یزید رقاشی نے حبیب عجمی سے کہا: "دنیا میں مجھے کوئی ایسی چیز معلوم نہیں جو عبادت گزاروں کی آنکھوں کو اندھیری رات میں تہجد پڑھنے سے زیادہ ٹھنڈا کرنے والی ہو اور جنت کی نعمتوں اور اس کے سروروں میں سے کوئی چیز بھی مجھے ایسی معلوم نہیں جو عابدوں کی آنکھوں کو جب ذات کبریا جل وعلیٰ کی بے حجابانہ دید اور کریمانہ تجلی سے زیادہ ٹھنڈا کرنے والی اور لذت بخشنے والی ہو۔ یہ سن کر حبیب عجمی چیخ اٹھے اور بیہوش ہو کر گر پڑے۔ تستری کہا کرتے تھے: "میں نے دیکھا ہے کہ فوائد رات کی تاریکیوں میں نازل ہوتے ہیں"! ابو سلیمان کہتے ہیں جب رات ہوتی ہے اور ہر محب اپنے حبیب کے حضور

میں تنہا باریاب ہوتا ہے۔ اہل محبت دو زانو ہو کر بیٹھتے ہیں۔ ان کے آنسو انکے رخساروں پر بہنے لگتے ہیں۔ رب جلیل جل جلالہٗ انکی طرف دیکھتے ہیں۔ اور پکارتے ہیں۔ میں اس بندے کو دیکھ رہا ہوں جو میرے کلام سے لذت یاب ہو رہا ہے۔ اور میرے حضور مناجات سے راحت اندوز ہو رہا ہے۔ اسے جبریل! یہ گریہ وزاری کیا ہے؟ کیا تم نے کسی محبوب کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے دوستوں کو عذاب دے؟ مجھے یہ کہاں زیبا ہے کہ جو رات کو اٹھ کر مجھ سے التجائیں کریں ان کو عذاب دوں؟ مجھے اپنی ذات کی قسم ہے کہ جب وہ قیامت کے دن میرے پاس آئیں گے تو میں اپنا چہرہ انکے سامنے کھول دوں گا وہ مجھے دیکھیں گے میں ان کو دیکھوں گا:۔

حسن بصریؒ سے پوچھا گیا کہ تہجد گزاروں کے چہرے کیوں تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت ہوتے ہیں؟ فرمایا اس لئے کہ انکو خدا سے خلوت حاصل ہوتی ہے اور وہ انکو اپنے نور میں سے ایک نور پہناتا ہے۔ ایک صالح عورت نے خواب میں دیکھا کہ گویا قیمتی کپڑوں کے جوڑے حضرت محمد بن حجادہؒ کی مسجد والوں پر تقسیم کر دئیے گئے ہیں۔ تقسیم کرنیوالا جب محمد بن حجادہؒ کے پاس پہنچا تو اسنے ایک سربمہر جامہ دان منگوایا اور اس سے زرد رنگ کا ایک جوڑا نکالا راویہ کہتی ہیں کہ اس پر میری نگاہ نہ ٹھہر سکتی تھی، اور حضرت محمدؒ کو پہنا دیا۔ اور کہا کہ یہ تمہارے طول بیداری کے صلے میں ملا ہے:۔

کرز بن وبرہ کا قول ہے کہ مجھے کعب سے روائیت پہنچی ہے کہ انہوں نے کہا:۔ فرشتے تہجد پڑھنے والوں کو آسمان سے اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح

تم ستاروں کو آسمان پر دیکھتے ہو۔

ایک روایت ہے کہ اللہ عزوجل ہر رات فرماتے ہیں "اے جبریل فلاں کو اٹھا دے اور فلاں کو سلا دے" ایک نیک آدمی ایک سرد رات کو اٹھا اور اسکے جسم پر دو پرانے سے چیتھڑے تھے۔ سردی لگی تو رو دیا۔ پھر اس کو ہاتف کی آواز آئی "ہم نے تجھے بیدار کیا اور ان کو سلا دیا۔ پھر تم ہمارے سامنے روتے ہو"۔

ابن مسعودؓ سے کہا گیا کہ ہم رات کو اٹھ نہیں سکتے تو فرمایا تمہیں گناہوں نے خدا سے دور کر دیا ہے۔ حسنؒ سے کہا گیا کہ شب بیداری سے ہم عاجز آگئے ہیں فرمایا: تمہارے گناہوں نے تمہیں جکڑ رکھا ہے۔ بادشاہوں کی مجلس میں شریک ہونے اور ان سے باتیں کرنے کے اہل وہ لوگ ہوتے ہیں جو ان کی دوستی میں اور ان کے ساتھ معاملہ و سلوک میں مخلص ہوں۔ رہے وہ لوگ جو ان کے مخالف ہوں سو انکو وہ اس مجلس کیلئے پسند نہیں کرتے۔

فصل چہارم

اس فصل میں وہ دعائیں بیان ہوں گی جو اس حدیث میں آتی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ وَتَرْحَمَنِیْ وَاِذَا	اے اللہ میں آپ سے دعا کرتا ہوں کہ نیک کام کروں، برے کام چھوڑ دوں۔ مساکین سے محبت کروں۔ اور کہ آپ مجھ کو معاف کر دیں

اَرَدْتَ بِقَوْمٍ فِتْنَۃً فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْکَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ وَاَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ الْعَمَلِ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ

اور مجھ پر رحم فرمائیں۔ اور جب آپ کسی قوم کو فتنہ میں مبتلا کرنا چاہیں تو مجھے فتنہ کے بغیر اپنی طرف اٹھالیں۔ میں آپ سے دعا کرتا ہوں کہ آپ سے محبت کروں اور اس سے محبت کروں جو آپ سے محبت کرے۔ اور اس کام سے محبت کروں جو مجھے آپکی محبت تک پہنچا دے:۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دعاؤں کو سیکھو اور سکھاؤ کیونکہ وہ حق ہیں۔

"خیرات و منکرات"

یہ جامع و کامل دعاؤں سے ایک بڑی دعا ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قول "اَسْئَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَتَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ" میں آپ سے دعا کرتا ہوں کہ نیک کام کروں، اور برے کام چھوڑ دوں، میں ہر خیر کی طلب اور ہر برائی سے بیزاری شامل ہے۔ کیونکہ خیرات میں وہ تمام اعمال و اقوال مستحبات و واجبات شامل ہیں جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں۔ اور بندے کو خالق کا مقرب بناتے ہیں۔ اور منکرات ان تمام اقوال و اعمال پر مشتمل ہے جو اللہ تعالےٰ کو ناپسند ہیں اور خدا سے دور کرتے ہیں۔ جسے یہ مقصد حاصل ہو گیا اسے دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل ہو گئی۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کی جامع دعائیں بہت محبوب تھیں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ وَيَدَعُ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو جامع دعائیں پسند آتی تھیں اور باقی کو چھوڑ دیتے تھے ۔

اس روایت کو ابو داؤد نے نکالا ہے ۔

دعا کی جامعیت

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قول "حُبَّ الْمَسَاكِيْنِ" کے متعلق ایک قول یہ ہے کہ یہ "فِعْلَ الْخَيْرَاتِ" میں شامل ہے ۔ اور اس کے شرف اور اہمیت کی وجہ سے اسکو علیحدہ بیان کیا گیا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی محبت ، اللہ تعالیٰ سے محبت کرنیوالے کی محبت ، اور اس کام کی محبت جو اللہ تعالیٰ کی محبت تک پہنچا دے ، وغیرہ کلمات علیحدہ مذکور ہیں حالانکہ یہ فعل الخیرات کی اصل ہے ۔ نیکیاں کرنے کی توفیق طلب کرنے سے مراد یہ ہے کہ اعضاء کے ساتھ طاعات کے عمل اور منکرات کے ترک پر قدرت حاصل ہو جائے ۔ اور اللہ تعالیٰ ان چیزوں کی توفیق دے جن سے یہ درجہ حاصل ہو جائے ۔ اور وہ چیزیں اللہ کی محبت ، اللہ سے محبت کرنیوالوں کی محبت ، اور اللہ کی محبت تک پہنچانے والے کاموں کی محبت ہیں ۔ اگر دل میں یہ محبت ہو تو وہ اعضاء کے ساتھ نیک کام کرنے اور برے کاموں کو چھوڑنے کی موجب بن جاتی ہے ۔ اس دعا میں اللہ عزوجل کی محبت ، انکے احباب کی محبت ، ان اعمال کی جو اللہ کی محبت سے قریب کر دے ، اور اللہ تعالیٰ کیلئے محبت کا سوال شامل ہے ۔ اور یہ تمام نیکیوں

کے اکتساب کا مقتضی اور برائیوں کے چھوڑنے اور فتنوں سے سلامت رہنے
پر مشتمل ہے۔ اور اس سے تمام برائیوں کا ترک لازم آتا ہے۔ الغرض اس
دعا میں دنیا کی بھلائی کی استدعا، اور مغفرت و رحمت کی التجا دونوں شامل
ہیں اور اس طرح دنیا و آخرت کی ہر خوبی اس دعا میں جمع ہو گئی ہے۔
مقصود یہ ہے کہ مساکین کی محبت خالص خدا کیلئے محبت ہے۔ کیونکہ
مساکین کے پاس دنیا کی کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی جس کی وجہ سے ان سے
محبت کی جائے۔ اس لئے مساکین کی محبت در حقیقت خدا ہی کی محبت
ہے۔ خدا کی وجہ سے محبت کرنا ایمان کی ایک مضبوط ترین رسّی اور ذوق حلاوت
ایمانی کی علامت ہے۔ وہ ایمان خالص و افضل ہے۔ ابن عباسؓ سے مروی
ہے کہ انہوں نے فرمایا: "اسی سے اللہ تعالیٰ کی دوستی حاصل ہوتی ہے اور
اسی سے ایمان کی لذت محسوس ہوتی ہے"۔ ابوذرؓ کا قول ہے: "مجھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی ہے کہ مساکین سے محبت کروں اور ان کے
قریب رہوں" اس روایت کو امام احمدؒ نے نکالا ہے۔ ترمذی نے عائشہؓ
سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:۔

يَا عَائِشَةُ أَحِبِّي الْمَسَاكِيْنَ وَقَرِّبِيْهِمْ فَإِنَّ اللّٰهَ يُقَرِّبُكِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ	اے عائشہؓ مسکینوں سے محبت کرو اور ان سے قریب رہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہیں قیامت کے دن مقرب بنائے گا۔

روایت ہے کہ داؤد علیہ السلام مساکین کی مجلس میں بیٹھتے تھے اور دعا
کیا کرتے تھے کہ اے میرے رب مجھے مسکینوں میں ایک مسکین رکھنا۔ سلف

صالحین ہمیشہ مساکین کی محبت کی وصیت فرماتے تھے۔ سفیان ثوری نے اپنے ایک بھائی کو لکھا:۔ "فقرا، و مساکین کا خیال رکھو۔ ان سے قریب رہو۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پروردگار سے مساکین کی محبت کی التجا کیا کرتے تھے۔ اور مساکین کی محبت سے یہ لازم آتا ہے کہ خالص اللہ تعالٰے کے لئے یہ کام کیا گیا ہے۔ اور اخلاص اعمال کا وہ اساس ہے جس کے بغیر اعمال پایدار نہیں رہ سکتے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝ پ ۲۹ ع ۱۹	اور خدا کی محبت سے مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں، ہم تم کو محض خدا کی رضامندی کے لئے کھانا کھلاتے ہیں نہ ہم تم سے بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ:۔

اللہ عزوجل فرماتے ہیں:۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ پ ۱۲	اور ان لوگوں کو نہ نکالئے جو صبح و شام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں۔ اور جس سے خاص اس کی رضا ہی کا قصد رکھتے ہیں۔ ان کا حساب ذرا بھی آپ کے متعلق نہیں۔ اور آپکا حساب ذرا بھی ان کے متعلق نہیں کہ آپ انکو نکال دیں اور بے جا کام کرنے والوں میں ہو جائیں:۔

نیز فرمایا:۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا پ۱۵ ۱۲

اور آپ اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجئے جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت محض اسی کی رضا جوئی کے لئے کرتے ہیں۔ اور دنیوی زندگانی کی رونق کے خیال سے آپ کی آنکھیں ان سے ہٹنے نہ پائیں:۔

سعدؓ بن وقاص کا قول ہے کہ یہ آیت چھ آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے:۔ ابن مسعود، صہیب، عمار، مقداد، اور بلال رضی اللہ عنہم۔ قریش نے مطالبہ کیا کہ ہم ان کے تابع رہنے پر راضی نہیں ہیں ان کو اپنے پاس سے نکال دیجئے اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی:۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ الآیہ

خباب بن الارت نے اس آیت کا سبب نزول یوں بیان کیا ہے:۔

"اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن آئے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صہیب، عمار، بلال اور خباب کے پاس کمزور مومنوں کی ایک ٹولی میں بیٹھے ہوئے دیکھا جب ان لوگوں نے ان غریبوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد بیٹھے دیکھا تو انکو حقیر سمجھ کر حضور سے تخلیہ میں کہا، ہم چاہتے ہیں کہ آپ کی مجلس میں بیٹھا کریں۔ اور آپ اس مجلس میں اہل عرب کو ہماری فضیلت سے آگاہ کریں۔ عرب کے وفود آپکے پاس آتے ہیں۔ اس لئے ہمیں شرم آتی ہے کہ آپ ان کم حیثیت غلاموں کی معیت میں ہم سے ملاقات کریں۔ سو جب ہم آپکے پاس آئیں تو آپ ان کو اپنی پاس سے اٹھا دیا

کریں۔ اور جب ہم فارغ ہو جائیں تو آپ انکے ساتھ اگر چاہیں تو بیٹھا کریں۔ حضورؐ نے جواب دیا "اچھا"۔ انہوں نے کہا "ہمیں اقرار نامہ لکھ دیجئے"۔ حضورؐ نے کاغذ منگوایا۔ اور علیؓ کو بلوایا۔ تاکہ اقرار نامہ لکھیں، راوی کہتا ہے کہ ہم ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ اور جبریل علیہ السلام نازل ہوئے فرمایا:۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ پ ۱۲	اور ان لوگوں کو نہ نکالئے جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں جس سے خاص اسکی رضا ہی کا قصد رکھتے ہیں۔ ان کا حساب ذرا بھی آپکے متعلق نہیں۔ اور آپ کا حساب ذرا بھی انکے متعلق نہیں۔ کہ آپ انکو نکال دیں۔ ورنہ آپ نامناسب کام کرنیوالوں میں ہو جائیں۔

پھر جبریل علیہ السلام نے اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن کے متعلق فرمایا:۔

وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْا اَهٰۤؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ۝ پ ۱۲	اور اسی طرح ہم نے ایک کو دوسرے کے ذریعہ سے آزمائش میں ڈال رکھا ہے۔ تاکہ یہ لوگ کہا کریں۔ کیا یہ لوگ ہیں کہ ہم سب میں سے ان پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا ہے کیا یہ بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ حق شناسوں کو خوب جانتا ہے۔

پھر فرمایا:۔

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ	اور یہ لوگ جب آپ کے پاس آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو کہہ دیجئے کہ تم پر

كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۱۲ | سلامتی ہے۔ تمہارے رب نے مہربانی فرمانا اپنے ذمہ مقرر کر لیا ہے:۔

راوی کا بیان ہے کہ ہم قریب آ بیٹھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس بیٹھے رہتے تھے۔ اور جب اٹھنا چاہتے اٹھ جاتے اور ہمیں چھوڑ جاتے تھے۔ پھر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی:۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ پ۱۵ ۱۶ | اور آپ اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجئے۔ جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت محض اسکی رضا جوئی کے لئے کرتے ہیں۔ اور آپ کی آنکھیں ان سے ہٹنے نہ پائیں:۔

اور فرمایا:۔

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا پ۱۵ ۱۶ | اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانئے جس کے قلب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے:۔

اس آیت میں جن غافلین کی طرف اشارہ ہے وہ عیینہ اور اقرع ہیں خباب رض کا بیان ہے کہ ہم اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے رہتے تھے۔ اور جب انکے اٹھنے کا وقت ہو جاتا تو ہم اٹھتے۔ اور حضورؐ کو بیٹھا ہوا چھوڑ دیتے تھے۔ اسکے بعد حضورؐ اٹھتے تھے،، اس روایت کو ابن ماجہ وغیرہ نے نکالا ہے:۔

نبی اسلام کی مساکین نوازی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ مدینہ کے مسکین مریضوں کی بیمار پرسی فرمایا کرتے

اور ان کے جنازوں کے ساتھ جاتے تھے۔ بیوہ اور مسکین کے ساتھ چلنے سے عار محسوس نہیں کرتے تھے۔ حتےٰ کہ ان کی حاجت پوری کر دیتے تھے۔ حضورؐ کے صحابہ اور انکے تابعین بھی اسی راہ پر چلتے رہے۔

مساکین کا باپ!

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا، جعفرؓ بن ابی طالب مساکین سے محبت کرتے، انکے پاس بیٹھتے تھے۔ اور باہم بات چیت کیا کرتے تھے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم انکو ابو المساکین کی کنیت سے بلایا کرتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ مسکینوں کو کھانا کھلایا کرتے تھے۔ بسا اوقات آپ انکے پاس کپّہ لے کر آتے اور وہ اسے چیر کر اس سے شہد اور گھی چوس لیا کرتے تھے۔

مساکین کی ماں!

زینب بنت خزیمہ امّ المومنین کا نام بھی ام المساکین تھا۔ کیونکہ وہ مساکین کے ساتھ بہت احسان فرماتی تھیں۔ آپ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں فوت ہو گئیں تھیں۔

مساکین اور اہل بیتؓ

ضرار بن مرہ کا بیان ہے کہ علی ابن ابی طالب اپنی خلافت کے ایام میں دینداروں کی تعظیم اور پیار کرتے تھے۔ ان کے صاحبزادے حسنؓ مساکین کے

پاس سے گزرے اور وہ کھانا کھا رہے تھے۔ انہوں نے آپ کو بلایا۔ تو آپ نے قبول فرمایا اور ان کے ساتھ کھانا کھایا۔ اور یہ آیت پڑھی:۔

اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَکْبِرِیْنَ ○ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے:۔

باب ۹

مساکین اور صحابہؓ

پھر ان کو اپنے گھر بلایا۔ انکو کھانا کھلایا۔ اور ان کی عزت کی۔ ابن عمرؓ اکثر مساکین کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ ممکن ہے کہ انہی میں سے کوئی قیامت کے دن بادشاہ ہو جائے۔ ایک اندھا مسکین ابن مسعودؓ کے پاس آیا۔ ان کے پاس لوگوں کا ہجوم تھا۔ مسکین نے بآواز بلند کہا اے ابو عبدالرحمٰن! خوشحال لوگوں کو آپ نے اپنے پاس بٹھا رکھا ہے اور مجھے دور کر دیا ہے۔ اسلئے کہ میں مسکین ہوں۔ فرمایا اسے قریب لے آؤ حتیٰ کہ اسے اپنے پہلو میں بٹھا لیا۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہا ہے کہ مساکین کے پاس آتے اور انکی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔ سفیان ثوری مساکین کی تعظیم فرماتے اور اہل دنیا سے بے رخی کرتے تھے۔ انکی مجلس میں غنی فقیر اور فقیر غنی ہوتے تھے۔ سلیمان تیمیؒ کا بیان ہے کہ جب ہم اپنے بڑے بڑے اصحاب کو ڈھونڈتے تو انکو فقراء اور مساکین کے پاس پاتے تھے:۔

جنت میں مساکین کی اکثریت ہوگی!

فضیل فرماتے ہیں کہ: جسے آخرت میں عزت کی ضرورت ہو وہ مساکین کی

مجلس میں رہا کرے۔ جنت کے اکثر لوگ مسکین ہوں گے چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

قُمْتُ عَلٰی بَابِ الْجَنَّۃِ فَاِذَا عَامَّۃُ مَنْ دَخَلَھَا الْمَسَاکِیْنُ:۔	میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ عام طور پر مساکین ہی اس میں داخل ہو رہے ہیں:۔

اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

تَحَاجَّتِ الْجَنَّۃُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ الْجَنَّۃُ لَا یَدْخُلُنِیْ اِلَّا الضُّعَفَاءُ وَالْمَسَاکِیْنُ:۔	جنت اور دوزخ کا آپس میں جھگڑا ہوا اور جنت نے کہا مجھ میں کمزوروں اور مسکینوں کے سوا اور کوئی داخل نہیں ہوتا:۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اہل جنت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ:۔

کُلُّ ضَعِیْفٍ مُّسْتَضْعَفٍ	تمام ضعیف اور بے کس لوگ ہیں:۔

جنت کے اولین مہمان مسکین ہونگے

سب سے پہلے یہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بہ سند صحیح مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:۔

اِنَّ الْفُقَرَاءَ یَسْبِقُوْنَ الْاَغْنِیَاءَ اِلَی الْجَنَّۃِ بِاَرْبَعِیْنَ عَامًا	فقیر امیروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے:۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ آدھا دن پہلے جو کہ پانسو سال کے برابر ہے جنت میں داخل ہونگے۔ پل صراط سے بھی یہی لوگ سب سے پہلے گزریں گے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث میں مروی ہے کہ حضورؐ سے پوچھا گیا کہ پل صراط سے کون لوگ سب سے پہلے گزریں گے فرمایا:۔

فُقَرَآءُ الْمُهَاجِرِيْنَ :۔ نادار مہاجرین۔

حوض کوثر پر بھی انہی کا ورود سب سے پہلے ہوگا۔ چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

اَوَّلُ النَّاسِ وُرُوْدًا عَلَيْهِ فُقَرَآءُ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ الدَّنِسَةِ رُءُوْسُهُمُ الشَّعِثَةِ ثِيَابُهُمُ الَّذِيْنَ لَا يَنْكِحُوْنَ الْمُتَنَعِّمَاتِ وَلَا تُفْتَحُ لَهُمُ السُّدَدُ :۔

سب لوگوں سے پہلے اس (حوض کوثر) پر وہ نادار مہاجرین حاضر ہونگے جن کے کپڑے میلے اور سر کے بال پراگندہ ہوتے ہیں۔ جو عیش پسند بیویوں کے خاوند نہیں ہوتے اور جن کے لئے دروازے نہیں کھولے جاتے:۔

یہی لوگ ہیں جنہوں نے ہر پیغمبر کا اتباع کیا نوح علیہ السلام کو ان کی قوم نے طعنہ دیا کہ ان کے پیرو کمزور لوگ ہیں:۔

اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ پ۱۹ ع۱۰

کیا ہم تم کو مانیں گے حالانکہ رذیل لوگ تمہارے ساتھ ہو لئے ہیں:۔

جب ہرقل نے ابوسفیان سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھا کہ انکا اتباع امیر لوگ کرتے ہیں یا کمزور تو کہا کہ "کمزور" ہرقل نے کہا: کہ "یہی لوگ پیغمبروں کے پیرو ہوتے ہیں" بہت سے علما کے نزدیک یہ لوگ مالداروں سے بہتر ہوتے ہیں، اور اس وعدے کے حق میں بہت سی دلیلیں ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے کہ ان کے پاس سے ایک مالدار اور مسکین گزرے تو

حضورؐ نے فرمایا:-

هٰذَا (يَعْنِي الْمِسْكِيْنَ) خَيْرٌ مِّنْ مِّلْءِ الْأَرْضِ مِثْلِ هٰذَا- (يَعْنِي الْغَنِيَّ)-	اس مالدار کی طرح کے آدمیوں سے ساری زمین بھر جاتے۔ تو پھر بھی وہ سب مل کر اس مسکین کے درجے کو نہیں پہنچ سکتے:-

اسے بخاری نے نکالا ہے:-

ان میں سے بعض ایسے ہیں جو کہ اگر اللہ پر بھروسہ کر کے کسی بات کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ اس قسم کو پورا فرما دیتے ہیں جیسا کہ صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ حضورؐ نے اہل جنت کے بارے میں فرمایا:-

كُلُّ ضَعِيْفٍ مُّسْتَضْعَفٍ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ:-	ہر ضعیف و ناتوان اگر اللہ کے بھروسہ پر قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ اسے پورا کر دے:-

ایک روایت میں اَشْعَثُ ذُوْ طِمْرَيْنِ (پراگندہ مُو اور دو پھٹی پرانی چادر والا) ہے۔

اور ایک روایت میں جسے ابن ماجہ نے نکالا ہے اِنَّهُمْ مُلُوْكُ اَهْلِ الْجَنَّةِ:- (وہ اہل جنت کے بادشاہ ہیں) مشہور حدیث میں ہے:-

رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ ذِيْ طِمْرَيْنِ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ:-	بہت سے پراگندہ مُو غبار آلود جو پھٹے پرانے کپڑے والے جنہیں دروازوں پر دھکے لگیں۔ اگر اللہ کے بھروسہ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ اس قسم کو پورا کر دے:-

اس روایت کو حاکم وغیرہ نے نکالا ہے:-

ابن مسعودؓ کا قول ہے:- تمہارے دل تازہ ہوں اور کپڑے پرانے رات کے چراغ اور تاریکی کی شمعیں بن جاؤ- اہل آسمان میں مشہور ہو جاؤ- اور اہل زمین

سے مخفی رہو۔

طُوبیٰ لِعَبْدٍ بِحَبْلِ اللّٰهِ مُعْتَصِمٌ
عَلٰی صِرَاطٍ سَوِیٍّ ثَابِتٌ قَدَمُہٗ
رَثِّ اللِّبَاسِ جَدِیْدِ الْقَلْبِ مُسْتَتِرٍ
فِی الْاَرْضِ مُشْتَهِرٍ فَوْقَ السَّمَاءِ سَمُہٗ

وہ بندہ خوش نصیب ہے جس کا پنجہ خدا کی رسی پر ہے۔ اور سیدھے راستہ پر اس کا قدم مضبوط ہے۔ پرانے کپڑوں والا۔ نئے دل والا۔ زمین میں گمنام ہے۔ لیکن آسمان میں اسکی نیکی مشہور ہے۔

مساکین کی محبت کے فوائد

یاد رکھیں کہ مسکینوں کی محبت میں بہت بڑے فائدے ہیں:۔

(۱)، عمل میں اخلاص پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کی محبت کیوجہ سے انکے ساتھ جو احسان کیا جاتا ہے۔ وہ صرف اللہ عزوجل کی رضا جوئی کیلئے ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اکثر مسکینوں سے دنیا میں کسی فائدے کی امید نہیں ہوتی۔ البتہ جو لوگ انکے ساتھ اسلئے احسان کرتے ہیں کہ اس سے ان کی مدح و توصیف کی جائے۔ تو وہ لوگ درحقیقت مساکین کی محبت نہیں۔ بلکہ اہل دنیا کی محبت کی وجہ سے احسان کرتے ہیں۔ اور ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ مساکین کی محبت کے اظہار سے اہل دنیا سے طلب مدح کی جائے:۔

(۲)۔ مساکین سے محبت کرنیسے تکبر دور رہتا ہے۔ کیونکہ متکبر مسکینوں کے پاس بیٹھنے سے خوش نہیں ہوتا۔ چنانچہ رؤسا قریش اور اعراب کا ذکر آ چکا ہے۔ اور اس امت کے جو لوگ انکے نقش قدم پر چلتے اور جنہوں نے

ان کے ساتھ تشبیہ کی اور جن میں بعض علماء سو، بھی شامل ہیں۔ وہ نماز تک میں اس ڈر سے شامل نہ ہوتے تھے کہ صف میں مساکین انکے آمنے سامنے کھڑے ہونگے۔ اس تکبر کیوجہ سے اکثر یہ لوگ خیر کثیر سے محروم رہتے ہیں۔ کیونکہ ذکر اور علم کی مجالس میں مساکین زیادہ بیٹھتے ہیں۔ بسا اوقات ذکر اور علم کی باتیں مساکین سے سُنی جاتی ہیں۔ لیکن اہل تکبر ان کی مجلس میں جانے کو ناپسند کرتے ہیں اور خیر کثیر سے محروم رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے اس قول کی اطلاع مسلمانوں کو دیدی:۔

لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿پ ۲۵﴾

قرآن دونوں شہروں میں سے کسی ایک میں بسنے والے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہ کیا گیا۔

ان کا اشارہ مکہ اور طائف کے رئیسوں عتبہ بن ربیعہ اور اس کے بھائی شیبہ وغیرہ اکابر قریش و ثقیف کی طرف تھا جو بڑے مالدار اور صاحب عزت تھے ان میں بعض ایسے بھی تھے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مالدار اور بہ لحاظ ریاست دنیوی بڑے تھے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے انکے اعتراض کا جواب یہ دیا کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی تقسیم جس طریق پر چاہیں کرتے ہیں جس طرح اس نے دُنیا میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے۔ اسی طرح وہ آخرت میں نبوت وعلم کے ذریعہ درجات کو بلند فرماتے ہیں۔ اور ایمان ان اموال سے بہتر ہے جسے وہ جمع کرتے ہیں۔ اور جو فانی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں اس دینی رحمت کے ساتھ مخصوص کرتے اور دنیوی نعمتوں کے حاملین پر

اسے بلندی عطا فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اس نعمت سے مخصوص فرمایا ہے جسمیں کوئی اور انکا شریک نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا	اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور علم کی باتیں نازل فرمائیں۔ اور آپکو وہ باتیں بتائی ہیں جو آپ نہ جانتے تھے۔ اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔

ایک مرتبہ علی بن حسین زید بن اسلم کی مجلس میں بیٹھے تھے اور جب انکو اس وجہ سے ملامت کیا گیا تو فرمایا: آدمی وہیں بیٹھتا ہے جہاں اس کا فایدہ ہو۔ اس سے ان کا اشارہ اس امر کی طرف تھا کہ زید بن اسلم کی ہمنشینی سے ان کو علم وحکمت کی باتیں سننے میں آتی تھیں حالانکہ زید بن اسلم کے باپ عمر کے غلام تھے اور علی بن حسین بنی ہاشم کے سردار اور ان میں معزز تھے۔

جب زہری اور ابو حازم کی مدینہ میں ملاقات ہوئی اور زہری نے ابو حازم کی باتیں سنیں تو اسے بہت پسند آئیں۔ کہا کہ وہ اتنے عرصہ سے میرا ہمسایہ ہے اور میں کبھی اس کی مجلس میں نہیں بیٹھا اور نہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ اس کے پاس علم وحکمت کا خزانہ موجود ہے۔ ابو حازم نے اس سے کہا۔ "ہاں میں مسکین ہوں اگر میں مالدار ہوتا تو آپ مجھے پہچان لیتے" اس سے وہ شرمسار ہو گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا: "اگر آپکو خدا سے محبت ہوتی تو مجھ سے بھی محبت ہوتی۔ لیکن آپ نے خدا کو بھی فراموش کر دیا۔ اس لئے مجھے بھی فراموش کر دیا۔ اس میں یہ اشارہ کیا کہ جو شخص اللہ تعالےٰ

سے محبت کرتا ہے وہ اہل علم و دانش میں سے مساکین کیساتھ محبت کرتا ہے۔ اور جو شخص خدا سے غافل ہو وہ خدا کے مسکین دوستوں سے بھی غافل رہتا ہے۔ اور حکمت و علوم نافعہ سے جو اہل دنیا کے پاس نہیں بلکہ انہی مسکینوں کے پاس ہوتے ہیں محروم رہتا ہے۔ بعض علمائے سلف تو صرف ان اہل علم سے استفادہ کرتے تھے جن پر ناداری غالب ہو۔ اور جنکے پاس مال اور نعمت دنیوی نہ ہو اور اہل ریاست و ولائیت کی طرف استفادہ علمی کی غرض سے بھی متوجہ نہ ہوتے تھے

(۳) مسکین کی محبت سے دل کی اصلاح ہوتی ہے۔ اور اس میں گداز پیدا ہوتا ہے۔ مسند میں ابوہریرہ رضؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ میرا دل سخت ہے فرمایا:۔

اِنْ اَحْبَبْتَ اَنْ يَلِيْنَ قَلْبُكَ فَاَطْعِمِ الْمِسْكِيْنَ وَامْسَحْ رَاْسَ الْيَتِيْمِ :۔	اگر تم یہ چاہو کہ تمہارا دل نرم ہو جائے تو مسکین کو کھانا کھلاؤ اور یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرو:۔

(۴) مساکین کی ہم نشینی سے یہ بھی فایدہ ہوتا ہے کہ جو رزق اللہ نے دے رکھا ہو اس سے انسان راضی رہتا ہے۔ اور اپنے سے کمتر درجہ کے نعمت یافتہ آدمی کو دیکھ کر اللہ عزوجل کی دی ہوئی نعمت بڑی معلوم ہوتی ہے۔ اور مالداروں کے پاس بیٹھنے سے اپنی روزی سے ناراضی اور امیروں کی چہل پہل کی طرف لالچ پیدا ہوتا ہے حالانکہ اللہ عزوجل نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے منع فرمایا ہے:۔

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ	اور ہرگز ان چیزوں کی طرف آپ آنکھ اٹھاکر نہ دیکھئے۔ جن سے ہم نے کفار کے مختلف گروہوں کو

زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى پ ۱۶

انکی آزمائش کے لئے متمتع کر رکھا ہے کہ وہ دنیوی زندگی کی رونق ہے۔ اور آپکے رب کا عطیہ بدرجہا بہتر ہے اور دیرپا ہے:۔

اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اُنْظُرُوْا اِلٰى مَنْ دُوْنَكُمْ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰى مَنْ فَوْقَكُمْ فَاِنَّهُ اَجْدَرُ اَلَّا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

جو تم سے کم ہو اس کی طرف دیکھو اور جو تم سے بالاتر ہو اسکی طرف نہ دیکھو۔ یہ بہتر طریقہ ہے اس بات کا کہ تم بے قدری نہ کرو اللہ کی اس نعمت کی جو تم کو عطا ہوئی ہو:۔

ابو ذرؓ کا قول ہے:۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں اپنے کمتر درجے کے آدمی کیطرف دیکھوں اور اپنے سے بالاتر کیطرف نہ دیکھوں، مساکین سے محبت کروں اور انسے قریب رہوں" عونؔ بن عبداللہ ابن عتبہ بن مسعود مالداروں کے پاس بیٹھا کرتے تھے اور ہمیشہ غمگین رہتے تھے کیونکہ انکو ہمیشہ وہی لوگ نظر آتے تھے جن کا لباس، جن کی سواری، جنکا مکان جنکا طعام ان سے بہتر ہوتا تھا۔ پھر انہوں نے امیروں کی ہم نشینی ترک کر دی۔ اور مساکین کے پاس بیٹھنے لگے تو انکو آرام ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک روایت آئی ہے کہ انہوں نے عائشہؓ کو اغنیاء کے اختلاط سے منع فرمایا تھا، عمرؓ کا قول ہے:۔ امیر لوگوں کے پاس نہ جایا کرو۔ کیونکہ یہ رزق سے ناراض ہونے کا باعث ہے۔ اور واضح ہو کہ لفظ مسکین جب مطلق طور پر لیا جائے۔ تو اس سے اغلب صورت میں ایسا آدمی مراد ہوتا ہے۔ جس کے پاس اتنا مال نہ ہو جو اسکے لئے کافی ہو۔

کیونکہ حاجتمندی سکون اور تواضع کی موجب ہوتی ہے۔ برخلاف دولتمندی کے کہ وہ سرکشی کا سبب بنتی ہے۔ اسی واسطے تنگدست متکبر فقیر کی مذمت آئی ہے۔ اور اسکے متعلق بڑی سخت وعید سنائی گئی ہے۔ کیونکہ وہ ان چیزوں کے ذریعہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے جو اسکے فقر کی منافی ہیں۔ اور وہ تکبر، غرور اور بڑائی ہیں اور چونکہ مسکین کے معنے کا مصداق وہ آدمی ہے جسکے پاس کافی مال نہ ہو اسلئے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ مسکینوں پر ایثار کرو اور انکو کھانا کھلاؤ اور انکو کھانا کھلانیوالوں کی مدح فرمائی ہے، اور انکو کھانا کھلانے کی ترغیب نہ دلانے والے کی مذمت فرمائی ہے۔ اموال صدقات فیٔ (وہ مال جو جنگ کے بغیر دشمن سے ملجاسنے، وہ خمس غنیمت میں انکا حصہ مقرر کیا ہے۔ اور تقسیم اموال کے وقت انکی حاضری کا حکم دیا ہے۔

مساکین کی دو قسمیں

مساکین کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو محتاج ہوں اور اپنی حاجت کو لوگوں کے سامنے ظاہر کریں۔ دوسرے وہ جو اپنی حاجت کو لوگوں سے پوشیدہ رکھیں اور لوگوں سے ظاہر کریں کہ وہ مالدار ہیں۔ اس قسم کے مساکین افضل ہیں۔ اور انکی مدح میں اللہ عزوجل فرماتے ہیں:۔

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمْ	صدقات اصل حق ان حاجتمندوں کا ہے جو مقید ہو گئے ہوں اللہ کی راہ میں وہ لوگ کہیں ملک میں چلنے پھرنے کی طاقت نہیں رکھتے

الْجَاهِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُھُمْ بِسِیْمَاھُمْ لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ۵

ناواقف ان کو تونگر خیال کرتا ہے۔ انکے سوال سے بچنے کے سبب سے، تم انکو ان کے طرز سے پہچان سکتے ہو، وہ لوگوں سے لپٹ کر مانگتے نہیں پھرتے

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :-

لَیْسَ الْمِسْکِیْنُ بِھٰذَا الطَّوَّافِ الَّذِیْ تَرُدُّہُ اللُّقْمَۃُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَۃُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلٰکِنَّ الْمِسْکِیْنَ مَنْ لَّا یَجِدُ مَا یُغْنِیْہِ وَلَا یُفْطَنُ لَہٗ فَیُتَصَدَّقُ عَلَیْہِ :-

وہ مسکین نہیں جو دربدر پھرتا ہے اور لقمہ دو لقمہ یا دو ایک کھجوریں لے کر واپس چلا جاتا ہے۔ بلکہ مسکین وہ ہے جسکے پاس ضروریات موجود نہ ہوں اور کسی کو اپنی حاجتمندی کی خبر بھی نہ ہونے دے کہ لوگ اس کو خیرات دیں :-

بعض کہتے ہیں کہ یہی وہ محروم ہے جس کا ذکر قرآن شریف کی اس آیت میں آیا ہے :-

وَفِیْٓ اَمْوَالِھِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ پ ۲۶ ۱۸ :-

اور ان کے مال میں سوالی اور غیر سوالی کا حق تھا۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص اپنی حاجت کو اس طرح پوشیدہ رکھے کہ کسی کو معلوم نہ ہو۔ وہ مسکین کے نام کا اس شخص کی بہ نسبت زیادہ مستحق ہے جو سوال کے ذریعہ سے اپنی حاجت کو ظاہر کرے۔ نیکی اور احسان کا بھی [illegible] زیادہ حقدار ہے :-

فقیر اور مسکین کا فرق

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مساکین میں سے صرف ان لوگوں کو پہچانتے تھے جو سوال کے ذریعے سے اپنی حاجت کا اظہار کرتے تھے۔ اسی وجہ سے علماء کی ایک جماعت نے فقیر اور مسکین کے درمیان فرق کیا ہے اور کہا ہے کہ:۔

مَنْ اَظْهَرَ حَاجَتَهٗ فَهُوَ مِسْكِيْنٌ وَمَنْ كَتَمَهَا فَهُوَ فَقِيْرٌ | جو شخص اپنی حاجت ظاہر کرے وہ مسکین ہے اور جو چھپائے رکھے وہ فقیر ہے:۔

امام احمدؒ کے کلام میں بھی اس طرف اشارہ ہے۔ اگرچہ مشہور یہ ہے کہ انہوں نے ان دونوں میں فرق حاجت کی کثرت وقلت پر مبنی قرار دیا ہے۔ جیسا کہ بہت سے فقہا کا قول ہے۔ اور یہ تفریق اسوقت کی جاتی ہے جب فقیر و مسکین اکٹھے مذکور ہوں جیسا کہ آیت صدقات میں ہیں۔ اور اگر انمیں سے ایک نام مذکور ہو تو اکثر علماء کے نزدیک دوسرا مفہوم اس میں داخل ہوتا ہے۔ بہت سے سلف صالحین اپنی حاجت کو پوشیدہ رکھتے اور تعفف وتکرم کے طور پر اپنے آپکو مالدار ظاہر کرتے تھے۔ ابراہیم نخعی اچھے کپڑے پہن کر لوگوں کی طرف جاتے تھے۔ حالانکہ انکو معلوم تھا کہ وہ اس درجہ محتاج تھے کہ انکے لیے مردار بھی حلال ہو سکتا تھا:۔

بعض صالحین خوشنما کپڑے پہنتے تھے۔ لیکن گو انکے ہاتھ میں عالیشان مکان کی کنجی ہوتی تھی تاہم وہ ہر وقت مسجد میں رہتے تھے۔ بعض جاڑے میں تنگدستی کیوجہ سے گرم کوٹ نہیں پہن سکتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ مجھے ایک بیماری ہے جو موٹا کپڑا پہننے سے مانع ہے اور اس بیماری سے مراد تنگدستی لیتے تھے۔

اِنَّ الْكَرِيْمَ لَيُخْفِيْ عَنْكَ عُسْرَتَهٗ ✦ حَتّٰى تَرَاهُ غَنِيًّا وَهُوَ مَجْهُوْدٌ

معزز آدمی آپ سے اپنی تنگدستی کو مخفی رکھتا ہے۔ حتےٰ کہ آپ اسکو دولتمند سمجھتے ہیں حالانکہ وہ تنگدست ہوتا ہے :-

"اچھا لباس ترک کرنیپر ثواب"

برخلاف ان کے بعض دولتمند ہونیکے باوجود تواضع اور عدم تکبر کیلئے مسکینوں کا لباس پہنتے تھے۔ جیسا کہ چاروں خلفائے راشدین کا اور انکے بعد عمر بن عبدالعزیز کا شعار تھا۔ اور اسی طرح صحابہ کی ایک جماعت کا شعار تھا جس میں عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عمرو بن العاص وغیرہما رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ اور روائیت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

إِذَا أَرَدْتَ شَرِيفَ النَّاسِ كُلِّهِمِ
فَانْظُرْ إِلَى مَلِكٍ فِي زِيِّ مِسْكِينِ
ذَاكَ الَّذِي حَسُنَتْ فِي النَّاسِ سِيرَتُهُ
وَذَاكَ يَصْلُحُ لِلدُّنْيَا وَلِلدِّينِ

اگر آپ تمام لوگوں سے زیادہ شریف انسان کو دیکھنا چاہیں تو اس بادشاہ کو دیکھیں جو مسکین کے لباس میں ہو۔ یہی وہ شخص ہے۔ جسکی سیرت لوگوں میں اچھی ہے۔ اور یہی شخص دین و دنیا دونوں کی صلاحیت رکھنے والا ہے :-

علی رضی اللہ عنہ کو انکے لباس کیوجہ سے ملامت کیا جاتا تو فرماتے کہ یہ لباس تکبر سے زیادہ دور ہے اور اس لائق ہے کہ مسلمان میری تقلید کرے۔ عمر بن عبدالعزیز کو اسی وجہ سے ملامت کیا گیا۔ تو فرمایا :-

إِنَّ أَفْضَلَ الْقَصْدِ عِنْدَ الْجِدَةِ

بہترین کفایت شعاری وہ ہے جو کہ تونگری کی حالت میں اختیار کی جائے۔

سُنن ابو داؤد وغیرہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا:۔

اَلْبَذَاذَةُ مِنَ الْاِیْمَانِ :۔ سادگی ایمان کا جزو ہے۔

اس سے حضور کی مُراد تقشف (نفس پر سخت گیری کرنا) ہے۔ ترمذی میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے:۔

مَنْ تَرَكَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعًا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ مِنْ اَيِّ حُلَلِ الْجَنَّةِ شَاءَ يَلْبَسُهَا :۔

جو شخص اللہ عزوجل کے سامنے عاجزی کے طور پر اچھا لباس باوجود مقدرت کے ترک کردے۔ تو اللہ تعالے اسے قیامت کے دن بلا کر اختیار دے دیں گے کہ جنت کے پارچات میں سے جو لباس پسند کریں اسے پہن لیں:۔

ابو داؤد نے اسے دوسری وجہ سے نکالا ہے اور اس کے الفاظ حسب ذیل ہیں:۔

مَنْ تَرَكَ ثَوْبَ جَمَالٍ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ اَحْسَبُهُ قَالَ تَوَاضُعًا كَسَاهُ اللّٰهُ حُلَّةَ الْكَرَامَةِ

جو شخص خوبصورت کپڑا باوجود مقدرت کے ترک کردے۔ اور میرا خیال ہے "بطور تواضع" کے الفاظ بھی فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اسے عزت کا لباس پہنائے گا:۔

اچھا لباس ترک کرنا کس صورت میں مذموم ہے

اور جو شخص بخل کی وجہ سے اور اللہ عزوجل کی نعمت کو چھپانے کی غرض سے مقدرت کے باوجود اچھا لباس ترک کردے وہ قابل مذمت ہے۔ اور اس کے

بارے میں مشہور حدیث آئی ہے

اِنَّ اللّٰہَ اِذَا اَنْعَمَ عَلٰی عَبْدٍ نِعْمَۃً اَحَبَّ اَنْ یَّرٰی اَثَرَ نِعْمَتِہٖ عَلٰی عَبْدِہٖ :-

جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے پر نعمت ارزانی فرماتے ہیں تو وہ یہ پسند کرتے ہیں کہ انکے بندے پر اس نعمت کا نشان نظر آئے :-

جو شخص اللہ کی نعمت کے اظہار کے لئے لباس پہنے اور مقصود تکبر نہ ہو تو یہ نیکی ہے۔ بہت سے صحابہ اور تابعین اچھا لباس پہنتے تھے۔ ان میں ابن عباسؓ اور حسن بصری شامل ہیں۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے صحیح روایت ہے کہ حضورؐ سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو یہ پسند کرتا ہے کہ اسکا لباس اور جوتا اچھا ہو۔ فرمایا:- "یہ تکبر نہیں۔ تکبر وہ ہے جس کی وجہ سے انسان قبول حق سے باز رہے اور حق کے سامنے سر تسلیم خم نہ کر سکے۔ نیز تکبر یہ ہے کہ لوگوں کو حقیر و ذلیل سمجھے"۔ یہ تکبر ہے۔ محض اچھا لباس پہنا جس میں خود پسندی کو دخل نہ ہو کوئی تکبر نہیں ہے اور لباس کی ہلکی کے باوجود لوگوں کو حقیر سمجھنا تکبر ہے۔

روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم راستے میں چل رہے تھے وہاں ایک سیاہ فام لونڈی تھی۔ ایک شخص نے اس سے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے راستہ چھوڑ دو۔ تو کہنے لگی کہ "دائیں بائیں راستہ ہی تو ہے"۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

دَعُوْھَا فَاِنَّھَا جَبَّارَۃٌ

اسے چھوڑ دو وہ زبردست ہے :-

اس روایت کو نسائی وغیرہ نے نکالا ہے۔ طبرانی وغیرہ کی روایت میں ہے کہ یا رسول اللہ وہ جبّارہ (زبردست) کس طرح ہے۔ وہ تو مسکین ہے۔ فرمایا کہ

جباریت اس کے دل میں ہے۔ حضورؐ کا مطلب یہ تھا کہ اگرچہ اس کا لباس مساکین کا ایسا ہے۔ لیکن اس کے دل میں تکبر ہے امام حسن بصریؒ کا قول ہے کہ بعض لوگ ایسے ہیں جنہوں نے تواضع کو اپنے لباس میں اور تکبر کو اپنے سینوں میں ڈال رکھا ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک اپنے اونی کرتے میں اتنا متکبر ہوتا ہے کہ صاحب تخت اپنے تخت پر اور صاحب منبر اپنے منبر پر نہیں ہوتا۔ احمد بن ابی الحواریؒ کا بیان ہے کہ: "مجھ سے سلیمان بن ابی سلیمان نے جو کہ کمال صلاح و تقویٰ میں اپنے باپ کے برابر ہو چکے تھے۔ فرمایا: صوف کے کپڑوں سے لوگوں کی غرض کیا ہے؟ میں نے کہا تواضع۔ فرمایا: ان میں سے جو شخص تکبر کرتا ہے وہ اسی وقت کرتا ہے جب وہ صوف پہنتا ہے" ابو سلیمان کا قول ہے کہ لباس خواہ روئی کا پہنو لیکن باطن کو صوفی بناؤ۔ ابو حسین بن بشار کا قول ہے کہ اپنے دل کو صوفی بناؤ اور کپڑے قیمتی سے قیمتی پہنو۔ جب انسان مساکین کا لباس اسلئے پہنے کہ اس کا ادعائے نیکوکاری لوگوں میں مشہور ہو جائے تو یہ تکبر اور ریا ہے۔ اسی لئے بہت سے مخلص بزرگان سلف نے اس لباس کو ترک کر دیا جو فقراء اور صالحین کے ساتھ مخصوص تھا اور فرمایا کہ: "یہ لباس باعث شہرت ہے" جب سیار ابو الحکم بصرہ میں مالک بن دینار کی ملاقات کے لئے تشریف لائے تو اچھے کپڑے پہنے پھر مسجد میں داخل ہوئے اور اچھی طرح نماز پڑھی۔ مالک نے ان کو نہ پہچانا اور فرمایا "جناب مجھے آپ کی اس نماز کے ساتھ یہ کپڑے زیبا معلوم نہیں ہوتے۔ کہا اے مالک کیا میرے یہ کپڑے مجھے آپ کی نگاہوں میں پست کرتے ہیں یا بلند؟ فرمایا بلکہ پست کرتے

ہیں کہا کہ اچھے کپڑے وہی ہوں جو انسان کو لوگوں کی نگاہوں میں گرا دیں لیکن اے مالک آپ خود دیکھیں کہ آپ کے یہ دونوں صوفیانہ کپڑے لوگوں کے نزدیک آپ کو وہ منزلت دے رہے ہیں جو کہ اللہ کے ہاں نہیں ہے۔ اس پر حضرت مالک رو پڑے۔ اور کھڑے ہو کر اسکو گلے لگا لیا۔ اور قسم دے کر پوچھا کہ تم سیار ابو الحکم تو نہیں ہو؟ کہا ہاں وہی ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ ابن سیرینؒ وغیرہ بزرگان سلف نے صوف کے لباس کو ناپسند فرمایا ہے۔ کیونکہ وہ زاہدوں کا شعار بن گیا تھا۔ اور اس کو پہننے سے نفس کو شہرت زہد کے اظہار کا موقع ملتا تھا:۔

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس"

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو جس طرح کے کپڑے میسر آتے انکو پہن لیتے تھے۔ کبھی تو وہ یمن کے پارچہ جات اور شام وغیرہ کے کپڑے جو کہ اغنیاء کے ساتھ مختص تھے پہنتے تھے۔ اور کبھی مساکین کا لباس پہنتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ارباب کبر میں سے کسی کو نبی نہیں بنایا۔ نبوت ایسے لوگوں کو ملتی ہے جو کبر سے خالی ہوں۔ اور ایسے کاموں میں ہاتھ ڈالنے سے ان کو تکبر مانع نہ آئے جن سے متکبر لوگ ناک منہ چڑھاتے ہیں۔ مثلاً اونٹوں اور بکریوں کی رکھوالی اور بوقت ضرورت کسب معاش کیلئے نوکری کرنا اور ان میں سے جنکو اللہ تعالیٰ نے بادشاہی عطا فرمائیں وہ بدستور اللہ عزوجل کے سامنے سرافگندہ اور متواضع رہتے ہیں مثلاً داؤد، سلیمان، اور محمد صلی اللہ علیہم وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً)

لفظ "مسکین" کا ایک اور مفہوم

کبھی "مسکین" سے مراد وہ شخص ہوتا ہے جس کا دل اللہ عزوجل کے سامنے جھکا ہُوا اور شکستہ اور اسکے جلال، کبریا، عظمت، خشیت، محبت اور ہیبت کے آگے نیچا رہے۔ اور بعض نے ذیل کی حدیث کو اسی معنے پر محمول کیا ہے حضور نے فرمایا:-

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ	اے اللہ مجھے مسکین زندہ رکھ، مسکین مار۔ اور مسکینوں کی ٹولی میں اٹھا!

اس حدیث کو ترمذی نے انسؓ کی حدیث سے اور ابن ماجہ نے ابن عباسؓ کی حدیث سے نکالا ہے۔ اور اس کو اس مفہوم پر محمول کرنا محل نظر ہے۔ کیونکہ ان دونوں پوری حدیثوں میں اس امر پر دلالت موجود ہے کہ مساکین سے مراد مالی لحاظ سے مساکین ہیں۔ کیونکہ یہ مذکور ہے کہ وہ اغنیا سے پہلے جنت میں جائیں گے۔ مزید برآں دونوں حدیثوں کے اسناد میں ضعف ہے:-

"نبی کا بہترین نام عبداللہ ہے"

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا گیا کہ وہ چاہیں تو انکو بادشاہ نبی بنایا جائے اور چاہیں تو بندہ رسول، جبرئیل علیہ السلام نے حضور کی طرف اشارہ کیا کہ "عاجزی کیجئے" تو فرمایا۔ بلکہ میں بندہ رسول بننا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد کھانا کھاتے ہوئے تکیہ نہ لگاتے اور فرمایا کرتے تھے:-

اَنَا اٰکُلُ کَمَا یَاْکُلُ الْعَبْدُ وَ اَجْلِسُ کَمَا یَجْلِسُ الْعَبْدُ	میں اسطرح کھاتا ہوں جیسطرح نوکر کھاتا ہے اور اسطرح بیٹھتا ہوں جس طرح نوکر بیٹھتا ہے :۔

امام حسن بصری کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

فَاَعْطَانِیَ اللّٰہُ لِذٰلِکَ اَنْ جَعَلَنِیْ سَیِّدَ وُلْدِ اٰدَمَ وَاَوَّلَ شَافِعٍ وَّاَوَّلَ مُشَفَّعٍ وَّاَوَّلَ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْہُ الْاَرْضُ :۔	اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام اولاد آدم کا سردار بنایا ہے اور اول شفاعت کرنیوالا اور سب کے اول مقبول الشفاعۃ اور سب سے اول ان آدمیوں میں سے جو قبر سے اٹھیں گے :۔

اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

اِنَّمَا اَنَا عَبْدٌ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ	میں بندہ ہی تو ہوں۔ اس لئے مجھے "اللہ کا بندہ اور اس کا رسول" کہا کرو۔

معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہترین نام عبداللہ ہے قرآن کریم میں سب سے بڑے فخر کے مقامات میں حضور کو اسی نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کے آگے اپنے نوکر ہونیکا ثبوت پیش کر دیا۔ تو ان کو تمام مخلوقات پر سرداری حاصل ہو گئی۔ بہت سے عارفین اپنی مناجات میں کہا کرتے تھے :۔

کَفٰی بِیْ فَخْرًا اَنِّیْ لَکَ عَبْدٌ وَّ کَفٰی بِیْ شَرَفًا اَنَّکَ لِیْ رَبٌّ :۔	میرے لئے یہ فخر کافی ہے کہ میں آپ کا نوکر ہوں اور میرے لئے یہ شرف کافی ہے کہ آپ میرے پروردگار ہیں

بعض عارفین کہتے تھے کہ جب میں ذکر کرتا ہوں کہ وہ میرا رب ہے اور میں

اس کا بندہ، تو مجھے ایک ایسا سرور حاصل ہوتا ہے۔ جس سے میرا بدن درست ہوجاتا ہے:۔

میں خدا کو کہاں ڈھونڈوں؟

پس جس کا دل اللہ عزوجل کے آگے شکستہ و گداختہ ہوجائے اور نیچا اور عاجز ہوجائے۔ اس کی مرہم پٹی اللہ عزوجل فرماتے ہیں مشہور روائیت ہے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام نے عزوجل سے سوال کیا کہ "میں آپ کو کہاں ڈھونڈوں؟" تو فرمایا:۔ ان لوگوں کے پاس جن کے دل میری وجہ سے ٹوٹے ہوئے ہیں۔ میں ہر روز ایک باع (وہ فاصلہ جو دونوں بازوؤں کو پھیلانے سے پیدا ہوتا ہی) کے برابر انکے قریب ہوجاتا ہوں اور اگر ایسا نہ کروں تو وہ فنا ہوجائیں۔ عبداللہ بن سلام سے مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ ہیں جن کے دل غیر کی محبت سے ٹوٹ کر اللہ کی محبت میں محو ہوگئے ہیں۔ ایک مشہور مرفوع حدیث میں آیا ہے:۔ اللہ تعالیٰ جب اپنی مخلوق میں سے کسی کے سامنے ہوجاتے ہیں تو اس میں خشوع پیدا ہوجاتا ہے۔ جب عارفوں کے دلوں پر اللہ کی عظمت اور اس کا جلال و کبریا جلوہ افروز ہوتا ہے تو اسکی ہیبت سے ان کے دل ریزہ ریزہ ہوجاتے ہیں اور اس کی محبت و خوف سے نذر شکست و گداز ہوجاتے ہیں ؎

مَسَاكِينُ اَهْلِ الْحُبِّ حَتّٰى قُبُوْرُهُمْ	اہل محبت کے مساکین کی قبروں تک پر دوسری قبروں
عَلَيْهَا تُرَابُ الذُّلِّ بَيْنَ الْمَقَابِرِ	کے بمقابلہ عاجزی کی خاک اڑتی رہتی ہے:۔

"حقیقی مسکین"

حقیقت میں مسکین وہ ہے جس کا دل اپنے رب کے آگے جھک جائے اور خدا کے ڈر اور اس کی محبت سے پگھل جائے۔ اس صفت کے بغیر کوئی شخص مسکین کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ جس شخص کو افلاس اور حاجتمندی کے باوجود دل کا خشوع و گداز نصیب نہ ہو وہ اس سیاہ فام لونڈی کی طرح جبّار ہے۔ جس کے بارے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہ "جبّارہ" ہے۔

اور وہ یا تو "عایل مستکبر" ہوگا "یا فقیر مختال" اور ان دونوں کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ دیکھیں گے۔ مومن وہ ہے جس کا دل اللہ کے آگے نیچا ہو جائے۔ اس کے سامنے پگھل جائے۔ عاجز ہو جائے۔ اور تنگی و فراخی دونوں حالتوں میں اپنی مسکنت و فاقہ کا اظہار کرے۔ فراخی کیحالت میں شکر کا اظہار کرے۔ اور تنگی کی حالت میں عاجزی، عبودیت، فاقہ اور حاجت کا تا آنکہ تکلیف رفع ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

وَلَقَدْ اَخَذْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ پ۱۸	اور ہم نے ان کو گرفتار عذاب بھی کیا ہے۔ سو ان لوگوں نے اپنے رب کے سامنے فروتنی کی نہ عاجزی ظاہر کی:-

جو شخص تنگدستی و مصیبت کی حالت میں اپنے پروردگار کے آگے عاجزی نہیں کرتا۔ اس کی بھی مذمت فرمائی ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم استسقا کی

نماز کے لئے نکلتے تھے تو ان پر تواضع، خشوع اور مسکینی کی حالت نمایاں ہوتی تھی۔ مطرف بن عبد اللہ کا ایک عزیز قید ہو گیا۔ تو پرانے کپڑے پہن لئے۔ اور ہاتھ میں سرکنڈے کی چھڑی لے لی۔ اور کہا میں اپنے رب کے سامنے مسکینی پیش کرتا ہوں شاید وہ اس بارے میں میری سفارش فرمائیں

نماز و دعا میں مسکین ظاہر ہونا

نماز کی حالت میں بھی اللہ عزوجل کے سامنے مسکینی کا اظہار مشروع ہے۔ فضل بن عباس کی حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا:-

الصّلٰوۃُ مثنٰی مثنٰی تشھّدُ فی کلّ رکعتین وتخشّعٌ وتضرّعٌ وتمسکنٌ وتقنعُ یدیک۔ یقول ترفعھما۔ وتقول یا ربّ یا ربّ ثلاثاً فمن لم یفعل ذٰلک فھی خداجٌ	نماز دو رکعت پڑھی جائے۔ ہر دو رکعت میں تشہد کیا جائے۔ خشوع، گڑگڑانا، عاجزی کرنا ہاتھ اٹھانا، اور تین مرتبہ "یا رب" کہنا۔ جو ایسا نہ کرے اس کی نماز ناقص ہے

اس حدیث کو ترمذی وغیرہ نے نکالا ہے

اس طرح دعا میں بھی اظہار مسکنت مشروع ہے۔ طبرانی نے ابن عباسؓ کی حدیث سے نکالا ہے کہ انہوں نے فرمایا "میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ عرفہ میں دعا فرما رہے ہیں۔ ان کے دونوں ہاتھ سینے تک اس طرح اٹھے ہوئے ہیں جس طرح کوئی مسکین کھانا مانگ رہا ہو" انہی کی حدیث یہ بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کی رات میں یہ پڑھا:-

أَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيرُ الْمُسْتَغِيثُ الْمُسْتَجِيرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِهٖ أَسْئَلُكَ مَسْئَلَةَ الْمِسْكِيْنِ وَاَبْتَهِلُ اِلَيْكَ اِبْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ وَاَدْعُوْكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيْرِ۔

میں مصیبت زدہ محتاج فریادی پناہ ڈھونڈھنے والا، گھبرایا ہوا، ڈرنے والا اور اپنے گناہ کا اقراری اور معترف آپ سے اسی طرح مانگتا ہوں جسطرح مسکین مانگتا ہے۔ اور آپ سے اسی طرح دعا کرتا ہوں جس طرح ایک ذلیل گنہگار کرتا ہے اور اسی طرح دعا کرتا ہوں جسطرح ایک خوف زدہ اور ضرر رسیدہ دعا کرتا ہے۔

سلف صالحین میں سے ایک بزرگ رات کو سر نیچا کرکے، ہاتھ پھیلائے ہوئے ایک عطیہ مانگنے والے مسکین کی صورت میں خاموش بیٹھے رہتے تھے۔ طاؤس کا قول ہے کہ:- امام علی بن حسینؓ ایک رات حطیم (کعبہ کا وہ حصہ جو غیر مسقف ہے) میں داخل ہوئے اور نماز پڑھی۔ میں نے انکو سجدے میں یہ کہتے ہوئے سنا:-

عُبَيْدُكَ بِفِنَائِكَ مِسْكِيْنُكَ بِفِنَائِكَ فَقِيْرُكَ بِفِنَائِكَ

تیرا عاجز بندہ تیرے گھر کے صحن میں ہے، تیرا مسکین تیرے گھر کے صحن میں ہے، تیرا فقیر تیرے گھر کے صحن میں ہے۔

طاؤس فرماتے ہیں کہ میں نے ان کلمات کو یاد کر لیا اور جب کبھی مصیبتوں میں ان کو پڑھ کر میں نے دعا کی تو وہ مصیبتیں دور ہو گئیں۔

ایک بزرگ خدا کے لیے پیدل چل کر اسّی حج کر گئے وہ ایک مرتبہ طواف کر رہے تھے اور "یا حبیبی یا حبیبی" (اے میرے محبوب اے میرے محبوب) کہہ رہے تھے۔ ہاتف نے آواز دی کہ کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ تو مسکین بنے اور خود محبوب بن

جائے ہے۔" اسی آواز سے وہ بیہوش ہوگئے اور اسکے بعد وہ مِسْكِيْنَكَ مِسْكِيْنَكَ کہا کرتے تھے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے یہ دو شعر یاد رکھنے کے قابل ہیں:۔

اَنَا الْفَقِيْرُ اِلٰى رَبِّ السَّمٰوٰتِ	میں آسمانوں کے رب کا فقیر ہوں۔ میں اپنے
اَنَا الْمِسْكِيْنُ فِيْ مَجْمُوْعِ	تمام حالات میں مسکین ہوں۔ میں اپنے نفس کیلئے
حَالَاتِيْ اَنَا الظَّلُوْمُ لِنَفْسِيْ	ظلم کرنے والا ہوں۔ اور نفس مجھ پر ظلم کرنے والا
وَهِيَ ظَالِمَتِيْ وَالْخَيْرُ اِنْ	ہے اور اگر اسکو کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو اس کے
جَآءَ هَا مِنْ عِنْدِهٖ يَاْتِيْ	پاس سے پہنچتی ہے:۔

(وَاَنْ تَغْفِرْلِيْ وَتَرْحَمْنِيْ)

کی تفسیر

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قول وَاَنْ تَغْفِرْلِيْ وَتَرْحَمْنِيْ میں مغفرت ورحمت کے الفاظ آخرت کی خیر تمام کے جامع ہیں۔ کیونکہ مغفرت کا مفہوم یہ ہے کہ گناہ کو ڈھانک دیا جائے۔ اور اس کی شر سے بچالیا جائے۔ مِغْفَرْ خود کا وہ حصہ جس سے سر ڈھکا رہتا ہے، کو مغفر اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ سر کو ڈھانکتا ہے۔ اور اسے تکلیف سے بچالیتا ہے اور کہا گیا ہے کہ مغفرت اور سزائے گناہ جمع نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ مغفرت گناہ کی شر سے بچانے کا ذریعہ ہوتی ہے۔ اور اگر سزا ہوجائے تو مغفرت گناہ کی شر سے بچانے کا ذریعہ نہیں ہوسکتی۔ اسکے برخلاف "عفو" کبھی سزا سے پہلے ہوتی ہے اور کبھی اسکے بعد، رحمت کے مفہوم میں جنت میں داخل ہونا، اس کے درجات کا بلند ہونا، اور وہ تمام چیزیں داخل

ہیں جو کہ جنت میں ہو سکتی ہیں۔ خواہ وہ نعمتیں ہوں جو کہ مخلوقات کو دی جاتی ہیں، اور خواہ وہ اللہ عزوجل کی خوشنودی، ان کا قرب، مشاہدہ، اور ملاقات ہو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ صحیح حدیث میں ہے:۔

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ لِلْجَنَّةِ أَنْتِ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي	اللہ عزوجل جنت سے فرماتے ہیں کہ تو میری رحمت ہے۔ تیرے ذریعے سے میں اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں رحم کرتا ہوں:۔

جنت میں جو کچھ بھی ہے وہ اللہ عزوجل کی رحمت ہے۔ اور جنت عمل سے نہیں بلکہ رحمت سے ملتی ہے۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

لَنْ يَدْخُلَ أَحَدٌ مِنْكُمُ الْجَنَّةَ بِعَمَلِهِ قَالُوا وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهِ	تم میں سے کوئی اپنے عمل کے ذریعہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ بھی اپنے عمل کے ذریعہ جنت میں داخل نہ ہونگے؟ فرمایا میں بھی نہ داخل ہوں گا۔ بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت کے دامن میں ڈھانک لے:۔

وَإِذَا أَرَدْتَ بِقَوْمٍ فِتْنَةً الخ

”کی تفسیر“

نبی صلے اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے ہیں:۔

وَإِذَا أَرَدْتَ بِقَوْمٍ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُونٍ	جب آپ کسی قوم کو فتنہ میں مبتلا کرنا چاہیں تو مجھے فتنہ میں ڈالے بغیر اپنے پاس اٹھالیں:۔

اس دعا سے مقصود یہ ہے کہ بندہ اپنی تمام زندگی میں دنیا کے فتنوں سے سلامت رہے۔ اور اگر اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کے لئے کوئی فتنہ مقدر کر رکھا ہو تو اللہ تعالیٰ دعا کرنے والے بندے کی روح کو اس فتنہ کے واقع ہونے سے پہلے قبض فرمالے۔ اور یہ اہم دعاؤں میں ہے۔ کیونکہ مومن جب فتنوں سے محفوظ رہ کر زندہ رہے۔ اور پھر جب فتنہ واقع ہو جائے۔ اور لوگ اس میں مبتلا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو اپنی طرف بلالے۔ تو اس بندے کو تمام شر سے نجات مل جاتی ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں ظاہری و باطنی فتنوں سے پناہ مانگیں۔ ایک اور حدیث میں ہے:-

وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ وَالْفِتَنَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ	اور ہمیں فواحش سے اور فتنوں سے ظاہری ہوں یا باطنی کنارے پر رکھیں:-

نبی صلے اللہ علیہ وسلم بعض بڑے بڑے فتنوں کا خاص طور پر ذکر فرماتے تھے۔ اور نماز میں ان چار فتنوں سے اللہ کے حضور میں پناہ مانگتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کا حکم دیتے تھے:-

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ	میں اللہ کے حضور میں عذاب جہنم، عذاب قبر، زندگی اور موت کے فتنہ اور مسیح دجال کے فتنہ سے۔ پناہ مانگتا ہوں۔

زندگی کے فتنے میں دین و دنیا کے تمام فتنے مثلاً کفر، بدعت فسق اور عصیان داخل ہیں۔ اور موت کے فتنہ میں برے انجام اور قبر کے اندر فرشتوں کا فتنہ

داخل ہے۔ کیونکہ لوگ اپنی قبروں میں جس فتنہ میں مبتلا ہونگے وہ فتنہ دجال کے طرح یا اس کے قریب ہے۔ پھر فتنہ دجال کا خاص ذکر اسلئے کیا گیا کہ وہ بہت وسیع ہے۔ قیامت کے دن سے پہلے دنیا میں اس فتنے سے بڑا فتنہ کوئی نہیں۔ اور جب قیامت کے قریب کا زمانہ آئیگا تو فتنے زیادہ ہو جائینگے:۔
معاویہؓ کی حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا:۔

اِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا بَلَاءٌ وَّ فِتْنَةٌ	دنیا سے آزمائش اور فتنہ کے بغیر کچھ باقی نہ رہے گا:۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان فتنوں کے متعلق خبر دی ہے جو اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح ہونگے۔ ان فتنوں میں آدمی صبح کے وقت مومن ہوگا اور رات کے وقت کافر اور رات کو اگر مومن ہوگا۔ تو صبح کے وقت کافر، دنیا کے جاہ و مال کے عوض اپنے دین کو بیچ ڈالے گا۔

"امت اسلامی میں پہلا فتنہ"

ان فتنوں میں پہلا فتنہ وہ ہے جو عمر رضی اللہ عنہ کے بعد واقع ہوا اور اس سے عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل واقع ہوا۔ اور اس قتل پر خونریزی کی بنا رکھی گئی۔ دلوں میں تفرقے پیدا ہو گئے۔ دینی فتنوں کا ظہور ہوا۔ خوارج پیدا ہوئے۔ پھر قدریہ اور رافضی وغیرہ پیدا ہوئے۔ یہی وہ فتنے ہیں۔ جن کے متعلق حذیفہؓ کی مشہور حدیث میں ذکر آیا ہے۔ کہ وہ سمندر کی موجوں کی طرح ٹھاٹھیں مارینگے۔

آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل سے قریباً چالیس یوم پہلے فوت ہوئے۔
ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ قتل عثمانؓ کے بعد فوت ہوئے۔ ان ایام میں ایک صحابی سو رہے تھے۔ کہ خواب میں ان کے پاس کوئی آکر کہنے لگا اٹھو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ تمہیں اس فتنہ سے امان دے جس سے کہ اس نے اپنے صالح بندوں کو امان دی ہے۔ صحابی مذکور اٹھے۔ وضو کیا اور نماز پڑھی۔ پھر بیمار ہوئے اور تھوڑے عرصے کے بعد مر گئے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک آدمی سے فرمایا:-

إِذَا مِتُّ اَنَا وَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّ عُمَرُ وَعُثْمَانُ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَمُوْتَ فَمُتْ	جب میں، ابوبکر، عمر، اور عثمان مرجائیں گے۔ تو اس وقت اگر تمہارے بس میں ہو تو تم بھی مر جاؤ:-

یہ اشارہ ان فتنوں کی طرف ہے جو شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت واقع ہوئے:-

"موت کے لئے دعا"

دین میں فتنہ پڑ جانے کا ڈر ہو تو موت کے لئے دعا کرنا جائز ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اور ان کے بعد کے صالحین امت نے ایسی دعائیں مانگی ہیں۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے آخری حج کیا تو ریگستان میں لیٹ گئے اور ہاتھ اٹھا کر کہا:-

اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ كَبِرَتْ سِنِّيْ وَرَقَّ عَظْمِيْ وَانْتَشَرَتْ	اے اللہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں، میری ہڈیاں بالکل کمزور ہو گئی ہیں۔ اور میری رعیت پھیل چکی ہے

رَعِيَّتِي فَاقْبِضْنِي اِلَيْكَ غَيْرَ مُضَيِّعٍ وَلَا مَفْتُوْنٍ	اب مجھے ایسی حالت میں اٹھا لیجئے کہ نہ تو میرا ایمان ضائع ہو اور نہ مبتلائے فتنہ ہوں۔

پھر مدینہ واپس آئے اور ایک مہینہ نہ گزرا کہ شہید ہو گئے رضی اللہ عنہ۔ علی رضی اللہ عنہ جب اپنی رعیت سے تنگ آ گئے تو اپنے پروردگار سے دعا کی کہ مجھے ان لوگوں سے راحت دیجئے چنانچہ اس کے بعد جلد ہی شہید ہو گئے۔ زینب بنت جحش رضؓ کے پاس عمرؓ کی طرف سے مال کا عطیہ پہنچا۔ تو زینبؓ نے اسے کثیر سمجھا اور کہا: "اے اللہ اس کے بعد عمرؓ کی طرف سے کوئی عطیہ مجھے نہ پائے۔" چنانچہ دوسرا عطیہ آنے سے قبل فوت ہو گئیں۔ جب عمر بن عبدالعزیزؒ اپنی رعیت سے اس وجہ سے تنگ آ گئے۔ کہ لوگوں پر ان کا حق پسندانہ مسلک گراں گزرتا تھا تو انہوں نے ایک آدمی سے جو کہ اس وجہ سے مشہور تھے کہ ان کی دعا قبول ہو جاتی ہے یہ استدعا کی کہ میرے لئے موت کی دعا کریں۔ اس نے ان کے لئے اور اپنے لئے موت کی دعا کی اور دونوں فوت ہو گئے۔ سلف صالحین کی ایک جماعت کو دعوت دی گئی کہ محکمہ عدالت کا چارج سنبھال لے۔ انہوں نے تین دن کی مہلت مانگی پھر اپنے لئے موت کی دعا مانگی اور فوت ہو گئے۔

نیکی کی شہرت فتنہ ہے

ایک نیک آدمی کے ان حالات و معاملات کے متعلق جو ان کے اور انکے پروردگار کے مابین جاری تھے۔ لوگوں کو خبر ہو گئی۔ تو انہوں نے فتنہ شہرت سے بچنے کے لئے اللہ سے اپنے لئے موت کی دعا مانگی اور فوت ہو گئے۔ اس لئے کہ نیکی کی

شہرت فتنہ ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے:۔

كَفٰى بِالْمَرْءِ فِتْنَةً اَنْ يُّشَارَ اِلَيْهِ بِالْاَصَابِعِ فَاِنَّهَا فِتْنَةٌ	مرد کے لیے یہ بڑا فتنہ ہے کہ اس کی طرف انگلی سے اشارہ کیا جائے۔ کیونکہ وہ فتنہ ہے۔

سفیان ثوری موت کی بہت آرزو کیا کرتے تھے۔ اس کے متعلق ان سے پوچھا گیا تو فرمایا:۔ مجھے کیا معلوم ہے کہ کسی بدعت میں پڑ جاؤں۔ کسی ایسے کام میں ہاتھ ڈال دوں جو میرے لیے جائز نہ ہو، اور کسی فتنہ میں مبتلا ہو جاؤں۔ اور اگر میں مر جاؤں تو اس سے بچ نکلوں۔

فتنہ سے بچنا محال ہے

یاد رکھیں کہ انسان فتنہ سے بچ نہیں سکتا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ آپ لوگ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ (میں اللہ کے حضور میں فتنوں سے پناہ مانگتا ہوں) نہ کہا کریں بلکہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ (میں اللہ کے حضور میں گمراہ کرنے والے فتنوں سے پناہ چاہتا ہوں) کہا کریں۔ پھر یہ آیت پڑھی:۔

اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ	تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہے۔

اس میں ان کا اشارہ ہے کہ مال و اولاد ہر چند کہ فتنہ ہے۔ لیکن اس سے پناہ نہیں مانگی جاتی۔ مسند میں ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ کو یہ دعا پڑھنے کا حکم دیا:۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَاَذْهِبْ غَيْظَ قَلْبِيْ	اے نبی محمد کے پروردگار میرے گناہوں کو بخش دیجئے میرے دل کا غصہ دور کیجئے۔ اور مجھے جب

وَاَجِرْنِيْ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ مَا اَبْقَيْتَنِيْ :۔	تک مجھے زندہ رکھیں۔ مجھے گمراہ کن فتنوں سے بچا لیجئے :۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور اموال کو فتنہ قرار دیا ہے۔ صحیح حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا :۔

مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ	میں نے اپنے بعد آپ لوگوں میں کوئی ایسا فتنہ نہیں چھوڑا جو عورتوں سے زیادہ مضر ہو :۔

نیز نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

وَاللّٰهِ مَا الْفَقْرُ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ اَخْشٰى اَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا فَتُهْلِكَكُمْ كَمَا اَهْلَكَتْهُمْ	اللہ کی قسم ہے کہ مجھے آپ لوگوں پر افلاس کا ڈر نہیں ہے بلکہ ڈر اس امر کا ہے کہ آپ لوگوں پر دنیا کی فراخی ہو جائے گی جس طرح آپ سے پہلے لوگوں پر ہوئی تھی۔ پھر آپ اسکی محبت میں اسطرح پھنس جائینگے جسطرح وہ پھنسے تھے۔ اور وہ تمہیں اسی طرح ہلاک کر دیگی جسطرح اس نے ان کو ہلاک کیا :۔

صحیح مسلم میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا :۔

اِتَّقُوا النِّسَاءَ فَاِنَّ اَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ	عورتوں سے بچو کیونکہ بنی اسرائیل سب سے پہلے عورتوں کے فتنہ میں مبتلا ہوئے تھے :۔

ترمذی میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

لِكُلِّ اُمَّةٍ فِتْنَةٌ وَفِتْنَةُ اُمَّتِي الْمَالُ :۔	ہر قوم کے لئے فتنہ ہے۔ اور میری امت کا فتنہ مال ہے :۔

اللہ عزوجل نے فرمایا ہے:۔

وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً أَتَصْبِرُونَ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ٥ پ ۱۸ ع ۱۷

اور ہم نے تم کو ایک دوسرے کے لئے آزمائش بنایا ہے۔ کیا صبر کرو گے اور آپ کا رب خوب دیکھ رہا ہے

مرد عورت کے لئے اور عورت مرد کے لئے فتنہ ہے، دولت مند فقیر کے لئے اور فقیر دولت مند کیلئے فتنہ ہے، بدکار نیکوکار کے لئے اور نیکوکار بدکار کے لئے فتنہ ہے اور کافر مومن کے لئے اور مومن کافر کے لئے فتنہ ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

وَكَذَٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُولُوا أَهَٰؤُلَاءِ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّن بَيْنِنَا أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ ٥ پ ۱۲

اور اسی طور ہم نے ایک کو دوسروں کے ذریعہ سے آزمائش میں ڈال رکھا ہے۔ تاکہ یہ لوگ کہا کریں۔ کیا یہ لوگ ہیں کہ ہم سب میں سے ان پر اللہ نے فضل کیا ہے کیا یہ بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ حق شناسوں کو خوب جانتا ہے:۔

نیز اللہ عزوجل فرماتے ہیں:۔

وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً پ ۱۷ ع ۳

اور ہم تم کو بری بھلی حالتوں سے اچھی طرح آزماتے ہیں:۔

انسان کو خیر حاصل ہو یا شر اسے فتنہ قرار دیا گیا ہے یعنی یہ کہ ایک امتحان ہوتا ہے۔ اگر خیر حاصل ہوئی ہے تو اس بندے کو شکر کرنا چاہیئے۔ اور اگر کوئی تکلیف پہنچے تو صبر کرنا چاہیئے۔ خوشی کی آزمائش مصیبت کی آزمائش سے

شدید تر ہوتی ہے۔ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ کہ ہم پر مصیبت کی آزمائش آئی تو ہم ثابت قدم رہے اور ہم پر خوشی کی آزمائش آئی تو ہم ثابت قدم نہ رہ سکے۔ بعض سلف کا قول ہے کہ مصیبت کی آزمائش پر نیک وبد دونوں صبر کر سکتے ہیں۔ اور خوشی کے امتحان میں صرف صدیق پورے اتر سکتے ہیں:۔

جب امام احمدؒ مصیبت کے امتحان میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے صبر کیا۔ اور نہ گھبرائے بلکہ فرمایا کہ اس سے میرا ایمان بڑھ گیا۔ پھر جب خوشی کے امتحان میں مبتلا ہوئے تو گھبرا اٹھے اور دن رات موت کی آرزو کرنے لگے۔ اور ان کو ڈر پیدا ہوا کہ ان کے دین میں نقص واقع ہو گیا ہے۔ پھر یہ بھی ایک امر لابدی ہے کہ مومن پر درد انگیز اور سخت فتنے آئیں تاکہ اس کے ایمان کی آزمائش ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَكُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَهُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ فَلَیَعۡلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیۡنَ صَدَقُوۡا وَلَیَعۡلَمَنَّ الۡكٰذِبِیۡنَ ۝	الم۔ کیا ان لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ وہ اتنا کہنے پر چھوڑ دئیے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے۔ اور ان کو آزمایا نہ جائے گا۔ اور ہم تو ان لوگوں کو بھی آزما چکے ہیں جو ان سے پہلے تھے۔ سو اللہ تعالیٰ سچے لوگوں کو بھی جان لے گا اور جھوٹوں کو بھی جان لے گا۔
پ ۲۰ ع ۱۳	

لیکن اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں پر ان فتنوں میں مہربانی فرماتے ہیں۔ انکو ثابت قدم رکھتے اور ان کی وجہ سے ان کو ثواب عطا فرماتے ہیں اور ان کو ایسے مہلک اور گمراہ کن فتنے میں نہیں ڈالتے جو انکے مذہب کو برباد کر دیں۔

بلکہ ان پر فتنے آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں اور وہ ان سے بچے رہتے ہیں :۔
ابن ابی الدنیا نے ابن عمرؓ کی حدیث سے یہ روایت مرفوعاً نکالی ہے کہ اللہ کے بعض خاص بندے ہوتے ہیں جن کی پرورش اس کی رحمت میں ہوتی ہے اور اگر وہ فوت ہوتے ہیں تو سیدھے جنت میں جاتے ہیں۔ ان لوگوں پر فتنے کالی گھٹاؤں کی طرح آتے اور چلے جاتے ہیں اور وہ ان سے عافیت میں رہتے ہیں ان چھوٹے چھوٹے فتنوں کا جن میں انسان اہل و عیال، مال و منال اور پڑوسی کے بارے میں مبتلا ہوتا ہے نماز، روزہ اور صدقہ وغیرہ طاعات کفارہ بن جاتی ہیں۔ انہی سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ کہ مجھ میں زبان درازی کا مرض ہے جس کا زیادہ تر استعمال بیوی کے خلاف ہوتا ہے۔
رہے وہ گمراہ کرنیوالے فتنے جن سے دین کے بگڑنے کا اندیشہ ہو۔ سو انہی سے پناہ مانگی جاتی ہے۔ اور انہی کے نزول سے پہلے موت کی دعا کیجاتی ہے۔ جو شخص ان فتنوں میں سے کسی میں مبتلا ہونے سے قبل مرجائے اسے اللہ تعالیٰ نے محفوظ کرلیا اور اسے بچالیا۔ مسند میں محمود بن لبید سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :۔

اِثْنَتَانِ یَکْرَهُهُمَا ابْنُ آدَمَ یَکْرَهُ الْمَوْتَ وَالْمَوْتُ خَیْرٌ لِلْمُؤْمِنِ مِنَ الْفِتَنِ وَیَکْرَهُ قِلَّةَ الْمَالِ وَقِلَّةُ الْمَالِ اَقَلُّ لِلْحِسَابِ ٥	دو چیزوں کو ابن آدم ناپسند کرتا ہے۔ موت کو ناپسند کرتا ہے۔ حالانکہ موت مومن کے لئے فتنوں کی بہ نسبت بہتر ہے۔ اور وہ مال کی کمی کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ قلت مال کیوجہ سے حساب ہلکا ہوتا ہے :۔

وَاَسْئَلُكَ حُبَّكَ الخ

کی تفسیر

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دُعا کے طور پر فرمایا:۔

وَاَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَحُبَّ الْعَمَلِ الَّذِىْ يُبَلِّغُنِىْ حُبَّكَ :۔	اور میں آپ سے آپ کی محبت، آپ سے محبت کرنے والے کی محبت اور اس کام کی محبت مانگتا ہوں جو مجھے آپ کی محبت تک پہنچا دے :۔

یہ دعا تمام خیر کو جامع ہے۔ کیونکہ بندوں کے اختیاری افعال محبت و ارادت سے پیدا ہوتے ہیں۔ جب بندے کے دل میں اللہ کی محبت پائدار ہو تو اس محبت سے اعضا و جوارح حرکت کرتے ہیں۔ اور ان کی حرکت اللہ تعالیٰ کی رضا و پسندیدگی کے مطابق ہوتی ہے۔ اللہ عزوجل کو جو اعمال و اقوال محبوب ہوں وہی اس بندے کو محبوب ہوتے ہیں۔ ایسے وقت میں وہ تمام نیکیاں نیکیاں کرتا ہے۔ اور تمام برے اعمال و اقوال کو چھوڑ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات میں جس سے محبت کرے اس سے وہ بندہ بھی محبت کرتا ہے۔ انبیا علیہم السلام اس دعا کو پڑھا کرتے تھے چنانچہ ترمذی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ داؤد علیہ السلام پڑھا کرتے تھے :۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُّبَلِّغُنِىْ اِلٰى حُبِّكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ	اے اللہ میں آپ سے آپ کی محبت اور آپ سے محبت کرنے والے کی محبت اور اس عمل کی محبت مانگتا ہوں جو آپ کی محبت تک مجھے پہنچا دے۔ اے اللہ اپنی محبت کو

حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ وَ اَهْلِيْ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ	میرے لئے میری جان میرے اہل وعیال اور ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبوب بنا دیجئے :۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے ۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُّبَلِّغُنِيْ اِلٰى حُبِّكَ اَللّٰهُمَّ مَا رَزَقْتَنِيْ مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْهُ قُوَّةً لِّيْ فِيْمَا تُحِبُّ وَمَا زَوَيْتَ عَنِّيْ مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْهُ لِيْ فَرَاغًا لِّيْ فِيْمَا تُحِبُّ	اے اللہ مجھے اپنی محبت اُس شخص کی محبت جو آپ سے محبت کرے ۔ اور اس کام کی محبت جو مجھے آپ تک پہنچا دے عطا فرمائیں ۔ اے اللہ میری محبوب چیزوں میں سے جو جو آپنے مجھے عطا فرمائی ہیں انکو ان چیزوں کیلئے ذریعہ قوت بنائیے جنکو آپ پسند فرماتے ہیں اور میری محبوب اشیاء میں سے جو چیزیں آپنے مجھسے روک رکھی ہیں ۔ انکے نہ ہونے کو ان چیزوں کی محبت کیلئے وجہ فراغت بنائیے جن کو آپ پسند فرماتے ہیں :۔

اور ایک مرسل حدیث میں جسے ابن ابی دنیا وغیرہ نے نکالا ہے ۔ یہ روائیت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے :۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ الْاَشْيَآءِ اِلَيَّ وَخَشْيَتَكَ اَخْوَفَ الْاَشْيَآءِ عِنْدِيْ وَاقْطَعْ عَنِّيْ حَاجَاتِ الدُّنْيَا بِالشَّوْقِ اِلٰى لِقَآئِكَ وَاِذَا اَقْرَرْتَ اَعْيُنَ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ دُنْيَاهُمْ	اے اللہ اپنی محبت کو میرے لئے تمام چیزوں سے زیادہ پیاری چیز اور اپنے ڈر کو تمام چیزوں سے زیادہ ڈر والی چیز بنا دیجئے ۔ اپنی ملاقات کا وہ شوق مجھ میں پیدا فرمائیے کہ دنیا کی حاجات مجھسے منقطع ہو جائیں ۔ اور جب آپ اہل دنیا کی آنکھوں کو ان کی دنیا کیوجہ سے ٹھنڈا کریں تو میری آنکھ کو اپنی عبادت سے

فَاَقْدِرْ عَيْنَيَّ فِي عِبَادَتِكَ:- | موکر کے ٹھنڈا کیجئے:-

اور جس کو اللہ عزوجل کی محبت کی طلب تڑپائے رکھے اس کو اللہ تعالیٰ اسکی خواہش سے زیادہ دنیوی نعمتیں بھی بن مانگے دے دیتا ہے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ جب داؤد علیہ السلام فوت ہوئے تو اللہ عزوجل نے سلیمان علیہ السلام کی طرف پیغام بھیجا کہ کوئی حاجت ہو تو مجھ سے مانگو۔ سلیمانؑ نے عرض کیا کہ میں اللہ تعالیٰ سے یہ مانگتا ہوں کہ میرے دل کو اپنی محبت سے اس طرح معمور کر دے جس طرح میرے باپ داؤد کے دل کو کیا تھا۔ اور میرے دل میں اپنا ڈر اس طرح پیدا کرے جس طرح میرے باپ داؤد کے دل میں پیدا کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو سلیمان کی یہ دعا پسند آئی اور انہیں وہ بادشاہی دی جو ان کے بعد کسی کو نہ مل سکے گی:-

"محبت کا ابتدائی درجہ"

اللہ تعالیٰ کی محبت کے دو درجے ہیں۔ ان میں سے ایک واجب کا درجہ ہے یہ وہ محبت ہے جو بندے کے لئے واجبات کی محبت اور محرمات سے نفرت کی موجب ہو۔ کیونکہ کامل محبت کا اقتضا یہ ہے کہ محبت کرنیوالا ان چیزوں کو محبوب رکھے جن کو اس کا محبوب، محبوب رکھتا ہو۔ اور ان چیزوں کو برا سمجھے جن کو اس کا محبوب برا سمجھتا ہو۔ محبت اس وقت تک درست نہیں ہو سکتی جب تک وہ کام نہ کیا جائے۔ جو کام محبوب اپنے محب کی طرف سے پسند کرے اور جب تک اس چیز کو برا نہ سمجھا جائے۔ جس کے متعلق محبوب کی یہ خواہش

ہو کہ محب اس چیز کو برا سمجھے۔ ایک عارف سے پوچھا گیا کہ محبت کیا چیز ہے تو جواب دیا کہ "تمام احوال میں موافق ہونا" اور یہ شعر پڑھا:۔

وَلَوْ قُلْتَ لِي مُتْ مِتُّ سَمْعًا وَطَاعَةً ٭ وَقُلْتُ لِدَاعِي الْمَوْتِ أَهْلًا وَمَرْحَبًا

اگر تو مجھ سے کہتا ہے کہ مرجا تو میں بسر وچشم کہتے ہوئے مرجاتا۔ اور موت کے داعی سے کہتا کہ خوش آمدی!

جب بندہ بعض واجبات میں کوتاہی کرے یا کسی حرام کا ارتکاب کرے تو اپنے رب کے ساتھ اس کی محبت نامکمل ہے۔ پس اس پر لازم ہے کہ جلد سے جلد توبہ کرے اور محبت کی تکمیل میں اس قدر جدوجہد کرے کہ تمام واجبات پر عمل اور تمام محرمات سے اجتناب کرے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب ذیل ارشاد کے بھی یہی معنے ہیں:۔

لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ	زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ زنا نہیں کرتا در انحالیکہ وہ مومن ہو۔ اور چور چوری کے وقت چوری نہیں کرتا در انحالیکہ وہ مومن ہو۔ اور وہ شراب پیتے وقت شراب نہیں پیتا در انحالیکہ وہ مومن ہو۔

ایمان کامل کا تقاضا یہ ہے کہ جو چیز اللہ کو محبوب ہو وہی بندے کو بھی محبوب ہو اور جو چیز اللہ عزوجل کو ناپسند ہو وہ بندے کو بھی ناپسند ہو اور اسی کے مطابق اعمال بھی ہوں۔ جب کوئی شخص فعل حرام کا مرتکب ہوتا ہے۔ یا کسی حکم میں کوتاہی کرتا ہے تو محض اس وجہ سے کہ وہ نفس کو اللہ تعالیٰ کی محبت پر مقدم رکھتا ہے:۔

محبت کا دوسرا درجہ

محبت کا دوسرا درجہ مقربین کا درجہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ دل کو اللہ تعالیٰ کی محبت سے لبریز کر دیا جائے۔ نوافل کی محبت پیدا ہو جائے۔ اور ان کے ادا کرنے میں بہت مشقت کی جائے۔ مکروہات سے نفرت و اجتناب پیدا ہو جائے۔ قضا و تقدیر سے جو تکالیف آئیں ان پر بندہ اس وجہ سے راضی رہے کہ وہ محبوب کی طرف سے آئی ہیں۔ عامر بن قیس کا قول ہے۔ کہ اللہ کے ساتھ میری اس قدر محبت ہو گئی ہے کہ میرے لئے ہر مصیبت آسان ہو گئی ہے۔ اور میں ہر ناگواری پر خوش رہتا ہوں۔ اللہ کی محبت نے مجھے اس سے بے پروا کر دیا ہے کہ صبح و شام مجھ پر کیا گزرے گی۔ جب عمر بن عبد العزیز کے صاحبزادے صالح کا انتقال ہو گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند آئی کہ وہ اس کی روح قبض کرے۔ اور میں اللہ کی حضور میں اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ مجھے کسی ایسی چیز سے محبت ہو جو اللہ کی محبت کے مخالف ہو۔ نیز وہ فرمایا کرتے تھے:۔ کہ جب صبح ہوتی ہے تو مجھے قضا و قدر کے واقعات کے سوا کسی بات پر خوشی نہیں ہوتی۔ عمار بن یاسر فرمایا کرتے تھے:۔ اے اللہ اگر مجھے علم ہو کہ آپ مجھ سے اس بات پر راضی ہوں گے کہ میں اپنے آپ کو فلاں پہاڑ سے نیچے گرا دوں اور ہلاک ہو جاؤں تو میں ضرور ایسا کر دوں۔ اور اگر مجھے علم ہو آپ اس سے خوش ہوتے ہیں تو میں بہت بڑی آگ جلا کر اس میں اپنے آپ کو ڈال دوں۔ اور اگر مجھے معلوم ہو کہ آپ میرے دریا میں

ڈوب مرنے پر راضی ہیں۔ تو میں یہ بھی گوارا کر دوں۔ میں یہ اچھی طرح جانتا ہوں کہ مجھے صرف آپ کی رضا کی ضرورت ہے۔ مجھے امید ہے کہ جب میں آپ کی رضامندی کا طالب ہوں تو آپ مجھے ناکام نہیں کریں گے۔

ایک نیک آدمی کے دو بیٹے جہاد میں مقتول ہوئے۔ لوگوں نے ان کے پاس آکر ماتم پرسی کی۔ تو انہوں نے رو کر کہا۔ میں اس لئے نہیں رو رہا ہوں کہ میرے دو بیٹے گم ہو گئے ہیں میں اس بات پر رو رہا ہوں کہ جب انکو تلواریں لگی ہونگی تو اللہ تعالیٰ سے ان کی رضا کی کیفیت کیا ہوگی۔

ایک عارف بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ قرامطہ نے ہجوم کر کے طواف کرنے والوں کو قتل کر دیا۔ عارف موصوف کے پاس بھی حملہ آور پہنچے انہوں نے طواف بند نہ کیا حتیٰ کہ تلواروں کی ضربوں سے گر پڑے۔

محبت کی کم سے کم قیمت جان دینا ہے۔ ایک عارف کا قول ہے کہ اس راہ میں جان ہتھیلی پر رکھ کر آؤ ورنہ محبت کا دعویٰ چھوڑ دو۔

خدا کی محبت کے لوازم

چونکہ اللہ عزوجل کی محبت کے چند لوازم ہیں اور وہ یہ ہیں کہ اشخاص و اعمال میں سے جو بھی اللہ تعالیٰ کو محبوب ہوں وہ بندے کو بھی محبوب ہوں۔ اور جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہوں وہ اس کو بھی ناپسند ہوں۔ اس لئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کی محبت کے ساتھ دو اور چیزوں کی محبت کے لئے بھی دعا مانگی ہے۔ ایک لازمہ اس شخص کی محبت ہے جو ہر اس چیز کو پسند کرے جسے اللہ

تعالیٰ پسند کریں۔ کیونکہ جو شخص اللہ سے محبت کرے وہ ضرور اللہ کے محبوبوں سے بھی محبت کرے گا۔ اور ان کو دوست بنائے گا۔ اور اللہ کے دشمنوں سے ناراض ہوگا اور ان سے دشمنی کرے گا۔ چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

ثَلَاثٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ اَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُ وَاَنْ يُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَاَنْ يَّكْرَهَ اَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ

جس شخص میں تین باتیں ہوں اسے ایمان کی حلاوت محسوس ہوتی ہے۔ یہ کہ اللہ و رسول اسے باقی ہر چیز سے زیادہ پیارے ہوں اور یہ کہ کسی آدمی سے محبت کرے۔ لیکن صرف اللہ کے لئے، اور بعد اس کے کہ اللہ نے اسے کفر سے چھڑا دیا ہو اس میں دوبارہ داخل ہونے کو اتنا برا سمجھے جیسا کہ وہ اسے برا سمجھتا ہے کہ وہ آگ میں پھینک دیا جائے:۔

اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کی خاطر جن لوگوں سے محبت کرنا واجب ہے، ان میں سب سے بڑے انبیاء و رسل ہیں۔ اور ان میں بھی سب سے بڑے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جن کی متابعت اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں پر فرض کی ہے۔ اور جن کی متابعت محبت کی درستی کی علامت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ

پ ۱۲

آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو۔ تو تم لوگ میرا اتباع کرو۔ خدا تعالیٰ تم سے محبت کریں گے اور تمہارے گناہوں کو معاف کردیں گے۔

جو شخص خدا کی محبت، اس کے رسول کی محبت، اور خدا کی راہ میں جہاد کی محبت

پر کسی مخلوق کی محبت کو مقدم رکھے اس کے لئے عذاب کی وعید آئی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ پ ۱۰ ۹

آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں۔ اور وہ تجارت جس میں نکاسی نہ ہونے کا تم کو اندیشہ ہو اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو۔ تم کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہوں۔ تو تم منتظر رہو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیج دیں۔ اور اللہ فاسقوں کی قوم کو ان کے مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں کا یہ وصف بیان فرمایا ہے کہ وہ مومنوں کے ساتھ نرمی و شفقت اور رحم و محبت سے پیش آتے ہیں، اور کافروں پر سختی کرتے اور ان سے بغض رکھتے ہیں اور خدا کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ فرمایا:-

فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ پ ۶ ۱۱

تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم پیدا کر دے گا۔ جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہو گی اور ان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہو گی۔ وہ مسلمانوں پر تو مہربان ہوں گے اور کافروں پر تیز ہوں گے۔ خدا کی راہ میں جہاد کرتے ہونگے۔ اور کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔

دوسرا لازمہ محبت الٰہی یہ ہے کہ انسان ان اعمال سے محبت رکھے جو خدا کو محبوب ہوں اور ان اعمال کی محبت کے ذرائع سے اللہ کی محبت تک رسائی حاصل کرے۔ اس میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا درجہ طاعت سے اور اس فعل سے حاصل ہوتا ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ پسند فرمائیں سچے محب بندہ اپنے آقا کے احکام کی تعمیل کرے اور ایسے کام کرے جو اسے پسند ہوں تو اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت کرتے ہیں، اور اسے ترقی دے کر اپنی محبت کے درجے تک پہنچا دیتے ہیں جیسا کہ اس حدیث قدسی میں ہے جسے بخاری نے نکالا ہے۔

وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِمِثْلِ أَدَاءِ مَا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَلَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ	میرا بندہ میری طرف جتنا ادائے فرائض کے ذریعہ حاصل کر سکتا ہے۔ اتنا کسی اور صورت نہیں کر سکتا۔ اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ حتے کہ میں اسکو محبوب بنا لیتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے والی چیزوں میں سب سے افضل فعل واجبات اور ترک محرمات ہے۔ اسی لئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس امر کو وجدان حلاوت ایمان کی علامات میں شمار فرمایا ہے۔ کہ بندہ کفر کی طرف لوٹ جانیکو برا سمجھے۔ جیسا وہ آگ میں پھینکا جانے کو برا سمجھتا ہے۔ ذوالنون سے کسی نے پوچھا کہ "میں اپنے رب کا محب کب بن سکتا ہوں؟" تو فرمایا "جب وہ چیز جو خدا کو ناپسند ہو تمہارے نزدیک ایلوے سے بھی زیادہ کڑوی ہو" اسکے بعد نوافل

عبادات میں مجاہدہ کرنے اور چھوٹے چھوٹے گناہ ترک کرنے کا ذریعہ ہے:۔

"تلاوت قرآن کی فضیلت"

ان عظیم ترین نوافل میں جو اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں قرآن کریم کی تلاوت ہے اور خصوصاً جب کہ اسے تدبر کے ساتھ تلاوت کیا جائے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ لوگوں سے کوئی بھی اپنے نفس کے بارے میں بجز قرآن کے اور کوئی سوال نہ کرے، جس نے قرآن سے محبت کی وہ اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول کا محب ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص کا یہ قول پیش ہوا کہ میں سورہ "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" مجھے اس وجہ سے پیاری ہے کہ وہ رحمٰن کی صفت ہے۔ تو حضور نے فرمایا اسے اطلاع دے دو کہ "اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت کرتے ہیں:۔

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ"

ابو سلمہ بن عبد الرحمن کا قول ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو خطبہ دیا اور خطبے میں فرمایا:۔

اِنَّ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰهِ	تمام باتوں سے اچھی بات اللہ کی کتاب ہے جسکے
قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَیَّنَهُ اللّٰهُ فِیْ قَلْبِهٖ	دل میں اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو آراستہ کر دیا
وَاَدْخَلَهٗ فِی الْاِسْلَامِ بَعْدَ الْکُفْرِ	وہ کامیاب ہوا وہ کفر کے بعد اسلام میں داخل

وَاخْتَارَهٗ عَلٰى مَا سِوَاهُ مِنَ الْاَحَادِيْثِ اِنَّهٗ اَحْسَنُ الْحَدِيْثِ وَاَلْيَقُهٗ اَحِبُّوْا مَنْ اَحَبَّ اللّٰهَ وَاَحِبُّوا اللّٰهَ مِنْ كُلِّ قُلُوْبِكُمْ

ترجمہ: اور اس کے سوا جتنی باتیں بیان ہو رہی ہیں اس سے وہ یقیناً وہ بہترین اور عمدہ ترین بات ہے جو اللہ سے محبت کرے اس سے محبت کرو اور اللہ سے محبت کرو تہِ دل سے۔

ایک بزرگ کثرت سے قرآن پڑھا کرتے تھے پھر کچھ سست پڑ گئے تو خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص یہ کہہ رہا ہے:

اِنْ كُنْتَ تَزْعُمُ حُبِّيْ ۔۔۔ فَلِمْ جَفَوْتَ كِتَابِيْ
اَمَا تَدَبَّرْتَ مَا فِيْهِ ۔۔۔ مِنْ لَطِيْفِ عِتَابِيْ

اگر تمہیں میری محبت کا دعویٰ ہے تو تم نے میری کتاب کو کیوں چھوڑ دیا ہے۔ کیا تم نے ان لطیف نصائح پر غور نہیں کیا جو کہ اس میں موجود ہیں:۔

اس پر وہ بزرگ جاگ اٹھے۔ اور حسب سابق تلاوت شروع کر دی:۔

اور ان اعمال میں جو اللہ تعالیٰ کی محبت تک پہنچاتے ہیں اور جو محبت کرنے والوں کی بزرگ ترین علامات سے ہیں۔ وہ دل اور زبان سے عزوجل کا ذکر کثرت کے ساتھ کرنا ہے، ایک بزرگ کا قول ہے کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کو ہمیشہ یاد کرتا رہے اس کے دل میں ضرور اللہ کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ ذوالنون فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ کا ذکر ہمیشہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل میں اپنے شوق کا نور ڈال دیتے ہیں۔

ایک تابعی کا قول ہے اللہ کی محبت کی علامت اس کے ذکر کی کثرت ہے۔ کیونکہ جب تمہیں کسی چیز سے محبت ہو تو اس کا ذکر زیادہ کرتے رہو۔ فتح موصلی کا

[illegible] اللہ سے محبت کرنے والا اللہ کی محبت کے [illegible] لذت اندوز دنیا نہیں ہو سکتا۔ اور اللہ کے ذکر سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہیں رہ سکتا۔ محبت کرنیوالے اگر بولتے ہیں تو ذکر کرتے ہیں اور خاموش ہوتے ہیں تو فکر کرتے ہیں۔ ؎

وَاِنْ نَطَقْتُ فَلَمْ اَلْفِظْ بِغَیْرِکُمْ　　وَاِنْ سَکَتُّ فَاَنْتُمْ عِنْدَ اِضْمَارِیْ

اگر میں بات کروں تو آپ کے نام کے سوا اور کوئی لفظ میرے منہ سے نہیں نکلتا اور

اگر خاموش رہوں تو میرے نہاں خانۂ دل میں آپ ہی مکین ہوتے ہیں۔

اللہ سے محبت کرنے والوں کی ایک علامت جس سے محبت بھی حاصل ہوتی ہے یہ ہے کہ وہ خلوت میں اور خصوصاً رات کی تاریکی میں اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتے ہیں۔ فضیل کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"جو شخص میری محبت کا مدعی ہو اور رات آئے تو مجھ سے غافل ہو کر سو جائے اس کا دعوٰے جھوٹا ہے۔ کیا دوست دوست کے ساتھ تنہائی میں ملنا پسند نہیں کرتا۔ آگاہ رہو مجھے اپنے دوست معلوم ہیں جب ان پر رات چھا جاتی ہے تو میں ان کی آنکھوں کے سامنے اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں۔ اور وہ مجھ سے رو در رو خطاب کرتے ہیں۔ کل میرے سامنے مجھ سے باتیں کریں گے۔ میں اپنے دوستوں کی آنکھوں کو ٹھنڈا کروں گا"۔

محبت کرنیوالوں کے قلوب رات کے کوئلوں کے نیچے دبی ہوئی چنگاریاں ہوتے ہیں۔ جب ان پر سحر کی ہوا چلتی ہے تو بھڑک اٹھتی ہیں۔

کُلَّمَا جَنَّ الْغَاسِقُ حَنَّ الْعَاشِقُ | (جب رات پڑتی ہے تو عاشق روتا ہے)

جنہیں کو وہ تقویٰ حاصل نہ ہو۔ جو ان لوگوں کو حاصل ہے وہ کیا جانے۔ کہ یہ لوگ کیوں روتے ہیں؟ جس نے جمال یوسفؑ نہ دیکھا ہو اسے قلب یعقوبؑ کے دکھوں کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے؟ سری سقطی سے پوچھا گیا کہ اپنا حال بتاؤ تو فرمایا: جس نے محبت کو سینے میں جاگزین کر کے رات بسر نہ کی ہو اسے کس طرح معلوم ہو کہ جگر کس طرح پھٹتے ہیں۔

شب بیدار لوگ کہاں گئے؟

راتوں کو جاگنے والے مردان حق کہاں ہیں؟۔ ابن ادہم اور فضیلؒ کہاں گئے۔ مردان حق چلے گئے۔ اور جھوٹے باقی رہ گئے!۔ اے کائنات زہد سے صرف لباس پر راضی ہونے والو، اے فقر کے خالی خولی نام پر قناعت کرنے والو! اے تصوف سے صرف اونی کپڑے پہننے پر اکتفا کرنے والو!۔ اے تسبیح کے مقام پر محض دانہ شماری کرنے والو!۔ فضیل کا فضل، جنیدؒ کی ریاضت، سری کا راز[۱]، اور ابراہیم بن ادہم کی خندہ روئی کہاں ہے؟ افسوس صد افسوس اگر تم معروف کرخی کو نہ پہچان سکے تو کم از کم رابعہ کی منزل ہی پر جا کر اپنی کم نصیبی پر دو آنسو بہا لیتے؛

اے وہ کہ جس کا دل تھا اور پلٹ گیا۔ اے وہ کہ اس کا اللہ کے ہاں وقت باریابی ہوا کرتا تھا۔ جواب چلا گیا ہے۔ سحر کو بیدار ہونے تو تم خائف ہو۔ دن کے روزے تمہاری تلاش میں ہیں اور وصال کی راتیں۔ تمہاری

---

[۱] لطائف قلب میں سے ایک مقام ہے جسے سر دراز کہا جاتا ہے

بیچارگی پر تمہیں ملامت کر رہی ہیں۔

میرے بھائیو! ذکر کی مجلسیں محبت کرنے والوں کی شراب اور گناہگاروں کا تریاق ہیں۔ ہر جماعت کو اپنے پینے کی جگہ معلوم ہے۔ ذکر کی مجلسیں اپنے غموں کے اظہار کی جگہ ہیں۔ کوئی اپنے گناہوں کی وجہ سے رو رہا ہے اور آہ و زاری میں مصروف ہے، کوئی اپنے مقصد کے فوت ہو جانے پر افسوس کر رہا ہے۔ کوئی محبوب کی بے التفاتی کا فریادی ہے، کوئی محبوب کی موجودگی پر خوشی کی تانیں اڑا رہا ہے۔ اور کوئی اس کے فراق میں تڑپ رہا ہے۔ وہ دیکھو مقبولین بارگاہ پر خلعت و انعام کی نوازش ہو رہی ہے آؤ ہم اکٹھے ہو کر ان کے لئے ماتم کریں جو محبوب کے حضور سے نکال دیئے گئے ہیں ؎

لَوْ كُنْتَ مِنْ اَحْبَابِنَا لَلَزِمْتَنَا ۔۔۔ فَكُسِيْتَ مِنْ اِحْسَانِنَا خِلَعَ الرِّضَا
لٰكِنْ غَمَطْتَ حُقُوْقَنَا وَتَرَكْتَنَا ۔۔۔ فَلِذَاكَ ضَاقَ عَلَيْكَ مُتَّسَعُ الْفَضَا

اگر تم ہمارے دوست ہوتے تو ہمارے ساتھ رہتے۔ پس تمہیں ہمارے احسان سے خوشنودی کی خلعتیں پہنائی جاتیں۔

لیکن تم نے تو ہمارے حقوق کی پروا تک نہ کی اور ہمیں چھوڑ دیا۔ یہی وجہ ہے کہ وسیع زمین تم پر تنگ ہو گئی۔

تمام شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علےٰ خاتم النبیین

وآلہ واصحابہ اجمعین

احقر العباد کریم بخش - عرض پرداز ہے - کہ یہ اردو ترجمہ ہے حافظ ابن رجب حنبلیؒ بغدادی ثم دمشقی المتوفی ۷۹۵ھ کے رسالہ موسوم بہ اختیار الاولے فی شرح حدیث اختصام ملاء الاعلےٰ کا - اہل علم تو اس بزرگ کے کلام کی برکات سے خوب واقف ہیں - مگر دوسرے احباب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ امام ابن قیم حنبلیؒ المتوفی ۷۵۱ھ کے خاص ممتاز شاگرد ہیں - وعظ و نصیحت اور حق تعالیٰ کی انس و محبت کے بیان کے بارے میں جو کمال تاثیر ان کے کلام میں ہے وہ احاطۂ تحریر سے باہر ہے - بظاہر تو یہ شرح ہے ایک حدیث نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کی - جسمیں خود حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مذکور ہے - کہ اس کے مضمون کو سیکھو اور دوسروں کو سکھاؤ لیکن اثنائے شرح میں مصنف علام نے اور بے شمار علمی حقائق بیان کیئے ہیں جو اس جامعیت کے ساتھ اور کہیں نہیں ملیں گے -

اس امام محقق کی بعض اور تصانیف بھی طبع ہو چکی ہیں - جو دیکھنے کے لائق ہیں - خمسین یعنے شرح اربعین نووی ؒ - لطائف المعارف (ہر ماہ و موسم کے وظائف) شرح حدیث ابو الدرداؓ - (فمن سلک طریقا یلتمس فیہ علما) شرح حدیث بدأ الاسلام غریبا الخ شرح حدیث ما ذئبان جائعان الخ - ویسے ان کی تصانیف میں یہ کتب مشہور ہیں :- شرح ترمذی (جس کا ذکر اس رسالہ میں بھی ہے) شرح بخاری تاکتاب الجنائز - طبقات حنابلہ - یہ ان کی سب سے بڑی تصنیف ہے -

اس رسالہ کے مترجم مولانا غلام ربّانی لودھی ایک مشہور و معروف صاحب ہیں۔ انہوں نے قبل ازیں سات آٹھ عربی کتابوں کا اُردو ترجمہ کر کے اس فنِ ترجمہ میں اپنی کمال لیاقت کا ثبوت دیا ہے۔ میں نے خود ان سے اِس رسالہ کے ترجمہ کی استدعا کی جس کو چند دنوں میں انہوں نے نہایت ہی ذوق و محنت سے پورا کیا۔ بعض مواقع پر انہوں نے خاکسار سے مشورہ بھی لیا۔ اور میں نے کئی ایک مقامات پر اس رسالہ کا ملاحظہ کیا۔ الحمد للہ ان عبارتوں کا بامحاورہ اور مطلب خیز ترجمہ پایا۔

اخیر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ذات مقدس اس مبارک رسالہ کو مسلمانوں کے لئے مفید ثابت کرے

وما ذالك على الله بعزيز

۲۹ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ

كتبہ احقر العباد كريم بخش

استاذ الآداب العربيه فى الكليه الحكوميه

بلاهور

صانها الله عن الحور بعد الكور

"عید کی مسرتوں میں معنے خیز اضافہ"

فردوس عید

تہنیت عید کے سلسلے میں باِمذاق اور علم دوست طبقہ نے عید کارڈ۔ لفافے۔ چیک و مال وغیرہ کی ترسیل سے کہیں زیادہ احباب کے تفنن طبع تفریح دماغ کیلئے "فردوس عید" کو پسند فرمایا ہے۔ اسمیں زمانہ حال کے مشاہیر شعرا اور عہد ماسبق کے نازک خیال، اہل قلم حضرات کے مضامین نظم و نثر پیش کر کے ایک ایسا دسترخوان تیار کیا گیا ہے جسکا لطف عید کی سویوں سے کہیں زیادہ دلخوش کن ہے۔ گلہائے مضامین کی بہار آفرینی اور رنگ آمیزی دیکھ کر زاہد خراب سے زاہد خشک تک متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ "فردوس عید" جن بلند خیال بزرگوں کے گل بوٹوں سے سجایا گیا ہے۔ ان میں سر اقبال۔ مولانا ظفر علی خاں۔ حفیظ جالندھری مولانا سالک۔ خواجہ حسن نظامی مدظلہ۔ کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں۔ دلچسپ اور دلکش مناظر اسلامیہ کے عکسی فوٹو کتاب کے اندر جا بجا موجود ہیں۔ جس سے کتاب معنوی خوبیوں کے علاوہ ظاہری محاسن سے بھی مالامال ہو گئی ہے۔ "فردوس عید" میں جہاں ادبی لطافت۔ شیرینی۔ ظرافت کی بہار موجود ہے۔ وہاں قوم و ملک کی موجودہ پستی کی تلخیاں بھی نمایاں طور پر دکھائی گئی ہیں۔ تاکہ نونہالان اسلام اپنے ماضی و حال کو چشم عبرت سے دیکھ سکیں۔ غرض ارباب بصیرت کے لئے یہ کتاب ایک درسگاہ عبرت ہے اور اصحاب بصارت کے لئے تخیلات کا ایک لطیف مرقع ہے۔ قیمت فی جلد ۵؍ علاوہ محصولڈاک۔ قیمت پیشگی آنے کی صورت میں ایک روپیہ کے لئے محصولڈاک معاف ۔
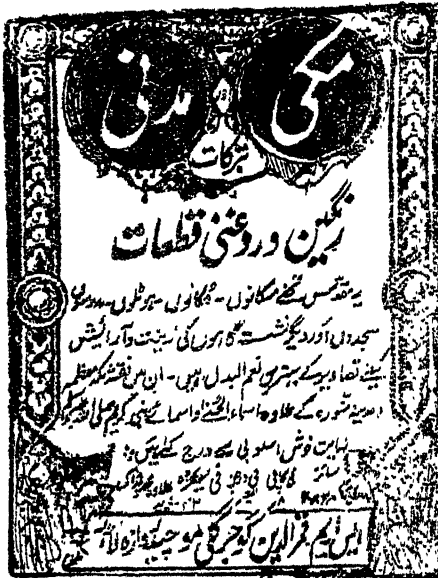
ترجمان القرآن
از حضرت مولانا ابو الکلام آزاد مدظلہ العالی
جلد اوّل
یہ جلد ساڑھے پانچ سو صفحات میں ختم ہوتی ہے۔ ۲۰ صفحات میں مقدمہ اور فہرست مضامین وغیرہ ہیں۔ اور ۱۷۶ صفحات سورۂ فاتحہ کی تفسیر کے ہیں۔ جو قرآن کے مقاصد و مطالب کیلئے مقدمہ تفسیر کا کام دیتے ہیں۔ کم سے کم لفظوں اور سہل سے سہل پیرایہ میں کوشش کی گئی ہے کہ قرآن کی تعلیم اپنی حقیقی شکل و صورت میں نمایاں ہو جائے۔
اب کسی انسان کیلئے جو اردو عبارت پڑھ سکتا ہے۔ یہ عذر باقی نہ رہے گا کہ وہ قرآن کو اس طرح نہیں سمجھ سکتا جس قدر قرآن چاہتا ہے کہ ہر شخص اُسے سمجھ لے۔ ہدیہ سات روپے معہ
جلد دوم
سورۂ اعراف سے سورۂ مومنون تک
یہ جلد اپنی نوعیت میں پہلی جلد سے بھی زیادہ مہتم بالشان ہے۔ یعنی حواشی زیادہ مفصل اور اہم مسائل پر مشتمل ہیں۔ طباعت و کتابت بھی بہتر ہے۔ چونکہ سورہ یوسف، انفال، توبہ، کہف، مریم، انبیا وغیرہ اس حصے میں آگئی ہیں۔ اور مولانا کو کتابت کے جدید انتظام کے باعث جی کھول کر بحث کرنے کا موقع مل گیا ہے۔ اس لئے کتاب اپنے رنگ میں بے نظیر ہو گئی ہے۔
نہایت اعلیٰ ولایتی کپڑے کی خوبصورت سنہری جلد
ہدیہ ساڑھے سات روپے معہ
ملنے کا پتہ ایس۔ ایم۔ قمر الدین۔ گوجر گلی موچی دروازہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیدار الٰہی

یعنی

اردو ترجمہ شرح حدیث اختصام ملأ الاعلیٰ

جسمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق تعالےٰ
کا دیدار فیض آثار پانے کی کیفیت بیان کیگئی ہے

مصنفہ
حافظ الحدیث امام ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ

مترجمہ
جناب مولانا مولوی غلام ربانی صاحب لودھی ایڈیٹر روزنامہ "احسان" لاہور

ناشر
ایس ایم قمرالدین گوجر گلی موچی دروازہ لاہور

قیمت ۱۲؍ مجلد عمر؍ علاوہ محصول ڈاک۔